تعمیرِ حیات
لکھنؤ
پندرہ روزہ

اسلام کی عالمگیر اخوت ودعوت

اسلام کے نزدیک وطن ومقام اور رنگ وزبان کی تفریق کوئی چیز نہیں، رنگ اور زبان کی تفریق کو وہ ایک الٰہی نشان ضرور تسلیم کرتا ہے "وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ" لیکن اس کو وہ کسی انسانی تفریق وتقسیم کی حد نہیں قرار دیتا، انسان کے تمام دنیاوی رشتے خود انسان کے بنائے ہوئے ہیں، اصلی رشتہ صرف ایک ہے اور وہ وہی ہے جو انسان کو اس کے خالق اور پروردگار سے متصل کرتا ہے، وہ ایک ہے، پس اس کو ماننے والوں کو بھی ایک ہی ہونا چاہئے۔

اگرچہ سمندروں کے طوفانوں، پہاڑوں کی مرتفع چوٹیوں، زمین کے دور دراز گوشوں اور جنس ونسل کی تفریقوں نے ان کو گویا باہم ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہو۔

إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً، وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ بیشک تمہاری جماعت ایک ہی امت ہے اور ہم ایک ہی تمہارے پروردگار ہیں۔

اے برادران ملت! یہی اسلام کی وہ عالمگیر اخوت ودعوت اسلام کی وحدت تھی۔ جس نے زمین کے دور دراز گوشوں کو ایک کر دیا تھا، اسلام نے ریگستان حجاز میں ظہور کیا، مگر صحرائے افریقہ میں اس کی پکار بلند ہوئی، اس کی دعوت کی صدا جبل بوقبیس کی گھاٹیوں سے اٹھی مگر دیوار چین سے صدائے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کی بازگشت گونجی۔ تاریخ کی نظریں جس وقت دجلہ وفرات کے کنارے پیروانِ اسلام کے نقش قدم گن رہی تھی، عین اسی وقت گنگا اور جمنا کے کنارے سینکڑوں ہاتھ تھے، جو خدائے واحد کے آگے سربسجود ہونے کے لئے وضو کر رہے تھے، یہ تمام عالم کی مختلف قومیں، زمین کے دور دراز گوشوں پر بسنے والی آبادیاں گویا ایک ہی گھر کے عزیز تھے، جن کو شیطان رجیم نے جدا کر رکھا تھا، اسلام نے ایک دائمی صلح کے ذریعے پھر ایک جگہ جمع کر دیا، اور ان کے روٹھے ہوئے دلوں کو اس طرح ایک دوسرے سے ملا دیا کہ تمام پچھلے شکوے اور شکایتیں بھول کر ایک دوسرے کے بھائی اور شریک رنج وراحت ہو گئے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر نازل کی گئی، جب کہ تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے، بلکہ اسلام نے تمہارے دلوں میں الفت ومحبت پیدا کر دی اور دشمن کی جگہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو گئے۔

(مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ از: نگارشات ص ۹۵)

۲۵ / مئی ۲۰۰۲ء
سالانہ /۱۵۰ روپے
فی شمارہ /۷ روپے

Regd. No LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No.UP.URD./2001/6071
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY
Vol. No. :2 Issue No. 5

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA)
Rs 7/-

Mobile: 98390 95795
Phone : 0522-301658
تبا اوننگ
اودھ کی شان اوننگ ★ ٹریکس ★ کھڑکی ★ فلکس
المونیم ★ کھڑکی ★ دروازے ★ سلنگ ★ فلورک
ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں۔
ایم۔ کے ملک، راج ۳۰۱ راوشال کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید ودلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم
گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

The Fragrance of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-

The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)

بطینا
قبض اور گیس کی کامیاب دوا
• قبض، گیس، بھوک نہ لگنا۔
• جلن، گرانی اور دیگر خرابیوں کیلئے
• بیحد مفید چورن۔
استعمال کریں، آرام پائیں
HASANI PHARMACY
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

AFZALS کیپ کے اوپر MAU CITY دیکھ کر خریدیئے
MAU CITY AFZALS
مئو کا بنا
درد۔ زخم۔ چوٹ کٹنے۔ جلنے کی مشہور دوا
نورانی تیل
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹو کرامک ☆ کونڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمٰن (علیگ)
شنکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

دینی شعور کی بیداری کی اہمیت و ضرورت

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

● ایمان کی پختگی اور دین کے لئے سرگرمی اور جوش عمل اس وقت کارآمد ہوگی جب اس کے شرائط بھی پورے ہوں اور ان افراد میں وہ اوصاف بھی پائے جائیں جن کی بناء پر وہ نصرت خداوندی کے مستحق ہوں اور مشکلات پر قابو پانے اور دشمنوں پر غالب آنے کے سزاوار ہوں وہ بنیادی شرائط یہ ہیں عقیدہ کی تصحیح صرف خدائے واحد کی عبادت، اور ہر قسم کے شرک اور غلط عقائد سے مبرّا ہونا جاہلیت کے رسوم اور غیر اسلامی شعائر، نفاق، عمل اور عقیدہ میں دورخی قول وعمل کے درمیان تضاد اور گذشتہ اقوام کی روش سے اجتناب جو اپنی بداعمالیوں کی پاداش میں اللہ کے عذاب اور بے تعلقی کی مستحق قرار دی گئیں نیز موجودہ اقوام کی روش سے پرہیز جو اللہ کو بھول گئیں تو اللہ نے ان کو خود فراموش کردیا، اور جو دنیا کو تباہی اور ہلاکت کے راستہ پر چلا رہی ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ دینی شعور کو صحیح راستے پر لگانا۔ اور اس شعور کی پرورش کرنا بھی ضروری ہے جس سے وہ مسائل و حقائق کو اچھی طرح سمجھ سکیں، دوست دوشمن میں تمیز کرسکیں اور نت نئے انداز کی تحریکوں کے دھوکہ میں نہ آئیں تاکہ ہماری اگلی زندگی میں وہ المیے دوبارہ نہ پیش آئیں جو قومی نعرہ بازیوں اور جاہلیت کی تحریکوں کا شکار ہونے کے سبب پیش آئے یا جو لسانی تعصب اور رسم ورواج کی پابندی کی وجہ سے نیز چالاک وناپاک قیادتوں اور بیرونی سازشوں کے سبب مسلم عوام کی تباہی کا سبب بنیں، اور دینی شعور اور فراست ایمان کی کمی کی وجہ سے مسلم عوام اپنی سادہ لوحی کا شکار ہوگئے۔

> اسلام ہی زندگی کی کشتی کو ماہرانہ صلاحیت سے کھے کر سلامتی وخوشحالی کے کنارے تک پہنچا سکتا ہے، اور انسانی آبادی کو ہلاکت اور خودکشی کی راہ سے نکال سکتا ہے جس میں مغرب کی بوڑھی اور اندھی قیادت نے اس کو ڈال دیا ہے اور وہ سمجھ سکیں کہ وہ ایسی بیٹری نہیں ہے جو ڈسچارج ہوچکی یا وہ دیا نہیں ہے جس کا تیل خشک ہوچکا ہو اور جس کی بتی جل چکی ہو، بلکہ وہ ایک عالمی وسرمدی پیغام ہے اور سفینۂ نوح کی طرح تنہا سفینۂ نجات ہے جس پر سوار ہونے والے ہی غرق ہونے سے نجات پاسکتے ہیں۔"

● مذہبی حقائق اور دینی تصورات کو تحریف اور عصر حاضر کے مغربی تصورات سے محفوظ رکھنا، سیاسیات واقتصادیات کی اصطلاحوں کو دینی مقاصد کے بیان کرنے کے لئے استعمال کرنے سے باز رکھنا چاہئے اور دین کو خالص سیاسی نظریہ کے طور پر پیش کرنے اور عصر حاضر کے فلسفیانہ اصول سے اسلامی اصول کو مطابق کرنے کی مبالغہ آمیز کوشش کے نقصانات سے باخبر رہنا بھی ضروری ہے کیونکہ دینی حقائق اسلام کے بنیادی اور ہمیشہ یکساں قائم رہنے والے اصول ہیں وہ اپنی جگہ پر مستقل بالذّات ہیں اور وہ خود اپنے معیار ہیں، ان معیاروں کو کسی دوسری کسوٹی پر جانچنے کی ضرورت نہیں ہے اس کو ناپنے کے لئے خود اسی کا گز ہے[1] انبیائے کرام کی دعوت کا موضوع یہی اصول تھے، اور اسی کے لئے انھوں نے جہاد کیا۔ اور اسی کے لئے انھوں نے سعی وجدّ وجہد کی اور انہی پیمانوں پر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔

اسی طرح ان باتوں سے پرہیز بھی ضروری ہے جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان تعلق کو کمزور کرے، آخرت پر ایمان کی اہمیت کو گھٹانے اور مومن کے دل سے احکام خداوندی پر عمل کرنے کے جذبہ کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے شوق کو اللہ سے تقرب کی تمنا کو اور اس کی رضا کے لئے اور اس کے ثواب کی امید کرنے کو بے اہمیت قرار دینے میں کاوش، کیونکہ یہ باتیں اگر پیدا ہوگئیں تو امت کا تشخص اور اس کی انفرادیت مجروح ہوگی اور عنداللہ ایسے لوگوں کا کوئی وزن نہیں رہے گا۔ اسی طرح بُت پرستی کے عقیدوں، صریح شرک، اور جاہلی عقیدہ ورواج کی برائیاں بھی ذہن نشیں ہونا چاہئیے اور

[1] جس کی جگہ اب میٹر استعمال ہوتا ہے۔

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹	۲۵ر مئی سنہ ۲۰۰۲ء مطابق ۱۱ر ربیع الاول سنہ ۱۴۲۳ھ	شمارہ نمبر ۱۴

زیر سرپرستی : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیرنگرانی
مولانا عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلی)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرتعاون
سالانہ---=/۱۵۰روپے
فی شمارہ---------=/۷روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک......۳۵ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ......۲۰ڈالر

خط وکتابت کا پتہ
منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے
بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش
خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (منیجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (منیجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | ۲۵ مئی ۲۰۰۲ء | مطابق | ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ | شمارہ نمبر ۱۴

زیر سرپرستی : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلی)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ---- =/۱۵۰ روپے
فی شمارہ ---------- =/۷ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک ...... ۳۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۲۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

مینجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ مینجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے
بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (منیجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (منیجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپوزیشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

۱	دینی شعور کی بیداری	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ	۲
۲	جو سب کے لئے تھا اور سب کے لئے ہے (اداریہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	ہر بچہ دنیا میں فطرت سلیم کے ساتھ قدم رکھتا ہے	مولانا عبد الماجد دریابادیؒ	۷
۴	اردو نیوز کو دیا گیا ایک انٹرویو	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۸
۵	گجرات کے واقعات چند خوش کن علامتیں۔	مولانا سید محمد واضح رشید ندوی	۱۱
۶	جھوٹ کا پردہ فاش	آفتاب عالم ندوی	۱۵
۷	جو چھپے دل میں وہی تنکے لئے	امین الدین شجاع الدین	۱۹
۸	امریکہ میں اسلامی لٹریچر کی مانگ بڑھ گئی	حسین امین	۲۲
۹	امام حرم شیخ عمر السبیل فقہ حنبلی کے ایک ممتاز عالم	سید محمود حسن حسنی ندوی	۲۳
۱۰	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۵
۱۱	ندوہ کے شب و روز	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۶
۱۲	مطالعہ کی میز پر	ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی	۲۷
۱۳	نعت پاک	مجیب بستوی	۲۷
۱۴	مدرسہ چشمۂ فیض ململ میں ایک تعلیمی سمینار	ابو المعظم ندوی	۲۸
۱۵	غیرت ایماں بھرے جذبات پیدا کیجئے (نظم)	مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری	۲۹
۱۶	تاریخ اسلام کا ایک زرّیں ورق (نظم)	مولانا محمد سعید مجددی بھوپال	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی =/Rs. 15 کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ =/Rs. 40
۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ =/ Rs. 50
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے
۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر =/Rs. 80

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No. 3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

قطر
Mr.ABDUL HAI NADWI
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی
Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph.No.3970927

پاکستان
Mr.ATAULLAH
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس شمارے میں

۱	دینی شعور کی بیداری	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۲
۲	جو سب کے لئے تھا اور سب کے لئے ہے (اداریہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	ہر بچہ دنیا میں فطرت سلیم کے ساتھ قدم رکھتا ہے	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ	۷
۴	اردو نیوز کو دیا گیا ایک انٹرویو	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۸
۵	گجرات کے واقعات چند خوش کن علامتیں۔	مولانا سید محمد واضح رشید ندوی	۱۱
۶	جھوٹ کا پردہ فاش	آفتاب عالم ندوی	۱۵
۷	جو چھپے دل میں وہی تنکے لئے	امین الدین شجاع الدین	۱۹
۸	امریکہ میں اسلامی لٹریچر کی مانگ بڑھ گئی	حسین امین	۲۲
۹	امام حرم شیخ عمر السبیّل فقہ حنبلی کے ایک ممتاز عالم	سید محمود حسن حسنی ندوی	۲۳
۱۰	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۵
۱۱	ندوہ کے شب و روز	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۶
۱۲	مطالعہ کی میز پر	ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی	۲۷
۱۳	نعت پاک	مجیب بستوی	۲۷
۱۴	مدرسہ چشمہ فیض ململ میں ایک تعلیمی سیمینار	ابوالمعظم ندوی	۲۸
۱۵	غیرتِ ایماں بھرے جذبات پیدا کیجئے (نظم)	مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری	۲۹
۱۶	تاریخ اسلام کا ایک زریں ورق (نظم)	مولانا محمد سعید مجددی بھوپال	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی =/Rs. 15 کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ =/Rs. 40

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ =/ Rs. 50

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر =/Rs. 80

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No. 3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

قطر
Mr.ABDUL HAI NADWI
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی
Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

پاکستان
Mr.ATAULLAH
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

اداریہ

شمس الحق ندوی

جو سب کے لئے تھا اور سب کے لئے ہے ﷺ

"میں شہادت دیتا ہوں کہ انسان انسان بھائی ہیں" جس کے منہ سے یہ سُندر بول نکلے تھے یہ اسی کی پیدائش کا دن ہے اسی نے آکر دنیا کو یہ پیغام دیا تھا، بتایا تھا۔ بتایا تھا کہ نسل کی، رنگ کی یا وطنی تقسیم کی بنا پر کسی سے جنگ کرنا یا کسی کو حقیر و ذلیل سمجھنا حماقت ہے، یہ ساری چیزیں غیر اختیاری ہیں۔ انسان کے کردار کا، اس کے شرف و عظمت کا ان سے کیا سروکار اور اسی نے آکر یہ منادی کی تھی کہ الخلق عيال الله (مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) فاحب الخلق الى الله من أحسن الى عياله (تو مخلوق میں اللہ کی نظر میں محبوب ترین وہی ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ بہترین سلوک سے پیش آئے)

مہر و محبت کے اس پیامبر کو، شفقت و الفت، ہمدردی و انسانیت کے اس سچے پیام رساں کو رسول بنا کر بھیجنے والے مالک و خالق نے اس کو (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے، چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ اس نے مصائب و مشکلات کے ناقابل قیاس مرحلوں سے گذر کر پورے عالم کے لئے بارانِ رحمت بن کر انسانیت کی سوکھی ہوئی کھیتی کو گل و گلزار بنا دیا۔

ذرا تصور کیجئے کہ طائف کے لڑکے اس کے پیچھے لگا دیئے گئے ہیں اور پتھروں کی بارش ہو رہی ہے جب وہ لہولہان ہو کر نڈھال ہو جاتا ہے، تاب برداشت نہ رکھتے ہوئے زمین پر بیٹھ جاتا ہے تو یہی اوباش چھوکرے اس کا بازو پکڑ کر کھڑا کر کے پھر پتھروں کی بارش شروع کر دیتے ہیں۔ مولانا مناظر حسن گیلانی کے الفاظ میں: "گھٹنے چور ہو گئے، پنڈلیاں گھاؤ ہو گئیں، کپڑے لال ہو گئے، معصوم خون سے لال ہو گئے۔ یہ وہ مرحلہ تھا جہاں اور بے قرار ہو کر اس طرح فریاد کرتا ہے "اللهم اليك أشكو ضعف قوتي وقلة حيلتي وهواني على الناس الخ۔ میرے اللہ! تیرے پاس اپنی بے زوری کا شکوہ کرتا ہوں، تیرے سامنے اپنے وسائل و ذرائع کی کمی کا گلہ کرتا ہوں، دیکھ! انسانوں میں میں ہلکا کیا گیا، لوگوں میں میری کیسی ہنسی ہو رہی ہے، اے سارے مہربانوں میں سب سے مہربان مالک میری سُن! میرا زور میرا رب تو ہی ہے، مجھے تو کن کے سپرد کرتا ہے، جو ہم سے دور ہوتے ہیں تو مجھے ان سے نزدیک کرتا ہے یا تو نے مجھ کو میرے سارے معاملات کو دشمنوں کے قابو میں دے دیا ہے؟ پھر بھی اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں ہے تو مجھے ان باتوں کی کیا پرواہ، مگر کچھ بھی ہو، میری سمائی تیری عافیت کی گود میں ہے، تیرے چہرے کی وہ جگمگاہٹ جس سے اندھیریاں روشن بن جاتی ہیں، میں اسی نور کی پناہ میں آتا ہوں، کہ اسی سے دنیا و آخرت کا سدھار ہے، مجھ پر تیرا غصہ بھڑکے اس سے پناہ مانگتا ہوں، مجھ پر تیرا غضب ٹوٹے اس سے تیرے سایہ میں آتا ہوں، منانا ہے اس وقت تک منانا ہے جب تک تو راضی نہ ہو، نہ قابو ہے، نہ زور ہے مگر علیؑ و عظیم اللہ ہی سے"۔ اس بے کسی اور بے چارگی کی صدائے دل دوز سے ملأ اعلیٰ میں جنبش ہوتی ہے، جبرئیل امین پکار رہے ہیں "سُن لیا، اللہ نے سن لیا آپ کے لوگوں نے آپ کو جو کچھ کہا" اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کو نہیں بلکہ پہاڑوں کے فرشتوں کو بھیجا ہے۔ "اس پہاڑ کے فرشتہ نے

سلام کیا" پھر اجازت مانگی "کیا ان پر (طائف کے ان پتھر مارنے والوں پر) ان دونوں پہاڑوں کو (جس سے طائف گھرا ہوا ہے) الٹ دوں؟"

اس دل دکھے اور کچلے ہوئے کا جواب سنئے:

"میں مایوس نہیں ہوں کہ ان کی پشت سے ایسی نسلیں نکلیں جو اللہ ہی کی پوجا کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی نہ بنائیں"۔ حفیظ جالندھری کے الفاظ میں۔

الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

پھر دنیا نے دیکھا کہ جو اس طرح کچلا گیا تھا، پامال و نڈھال کیا گیا تھا وہ کس طرح بڑھا کہ وہی ستانے والے پھر سننے لگے اور جو سننے لگے سر دھننے لگے اور اس کی محبت میں ایسے سرمست و سرشار ہوئے کہ اب اس کے وضو کا پانی بھی زمین پر نہیں گرنے پاتا گرنے سے پہلے وہ اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور چہروں پر ملتے ہیں، اب اس کا ہر بول بانسری کی سریلی آواز سے بھی زیادہ دلکش و سرور بخش معلوم ہوتا ہے، آپ کے عم محترم سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی اور ناک کان کاٹ کر اس کا ہار پہننے والی ہندہ بھی خدمت میں حاضر ہوتی ہے اور آپ کی آواز پر لبیک کہتی ہے تو کہتی ہے اللہ کے رسول آج سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی خیمہ مجھے مبغوض اور دل کو جلانے والا نہیں تھا اور آج کے بعد آپ کے خیمہ سے بڑھ کر کوئی خیمہ مجھے محبوب، دل کو ٹھنڈک اور آنکھوں کو سرور بخشنے والا نہیں۔

ضعیفوں، مسکینوں، یتیموں، بیماروں کے ساتھ حسن سلوک اور مدارات کی جو ہدایتیں اس ہادی کی لائی ہوئی کتاب اور خود اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں ملتی ہیں وہ اس کثرت سے ہیں کہ جمع کی جائیں تو خود ایک کتاب بن جائیں۔

بڑائی اور چھٹائی، اس عالم آب و گل کا بنیادی قانون ہے، کوئی امیر رہے گا، کوئی غریب لیکن بڑے کو چھوٹے کے دبانے کا اور امیر کو غریب کے پیسنے کا، حاکم کے محکوم کو ستانے کا کوئی حق نہیں۔

آپ نے سودی لین دین کو ناجائز اور پوری انسانی زندگی کے لئے ناسور بتایا۔

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے الفاظ میں:

"آج سود در سود کے چکر میں دنیا جن مصیبتوں میں گرفتار ہوتی چلی جارہی ہے وہ سب پر روشن ہے، غریبوں کا خون چوسنا اور اپنے اندر بجائے ہمدردی و شفقت کے سنگدلی اور بے دردی کے جذبات کو پرورش کرتے رہنا سودخوار (سودی قرض لینے والے) غریب کی قسمت کا نوشتہ ہے۔

دنیا میں جو بڑی بڑی خونریز لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں سوچ کر دیکھئے کہ اگر بڑے بڑے سودی قرضے نہ ملتے رہتے تو یہ ہولناک اور انسانیت سوز جنگیں کبھی واقع بھی ہوسکتی تھیں"۔

اس وقت پورا عالم انسانی جن خطرناک، وحشتناک حالات سے گذر رہا ہے وہ ہر شخص دیکھ اور محسوس کر رہا ہے لیکن راہ نجات نہیں دکھائی دیتی، دکھائی دے تو کیسے ذرا غور سے کام لیا جائے تو صاف محسوس ہوگا کہ مادہ پرستی کے جوع البقر نے آج کی ترقی یافتہ دنیا کو پھر وہیں پہنچادیا ہے جہاں وہ بعثت نبوی سے پہلے تھی اب اگر اب وہ اس بلائے بے درماں سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کو پھر رحمت عالمؐ کے دامن رحمت سے وابستہ ہونا پڑے گا جس نے آگ میں کودنے والوں کو آگ سے بچانے کے لئے پتھر کھا کر دعائیں دی ہیں، اس لئے کہ پیغمبر ہی انسانی جہاز کے ناخدا ہیں، انسانوں کی کشتی ہر زمانہ میں انہیں کی ناخدائی سے ساحل تک پہنچی ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے الفاظ ہیں:

"صرف حضرت نوحؑ کے فرزند ہی کی خصوصیت نہ تھی ہر زمانہ میں جس نے بھی دعویٰ کیا کہ "سَآوِیۡٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعۡصِمُنِیۡ مِنَ الۡمَآءِ" (میں تو پہاڑ پر پناہ لے کر طوفان سے محفوظ رہ جاؤں گا) اس کو یہی جواب ملا "لَا عَاصِمَ الۡیَوۡمَ" (آج کوئی بچانے والا نہیں)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد افراد اور قوموں، اہل مشرق اور اہل مغرب اولین و آخرین سب کے لئے اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ سعادت و فلاح انہیں کے دامن سے وابستہ ہے، ان سے علحدہ ہو کر شقاوت اور ہلاکت، محرومی اور نامرادی کے سوا کچھ نہیں۔

صبا تو جائے یہ کہیو مرے سلام کے بعد
تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے ساتھ

ہر بچہ دُنیا میں فطرتِ سلیم کے ساتھ قدم رکھتا ہے

● مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ

اگر آپ خود صاحب اولاد ہیں یا آپ کے کسی عزیز یا دوست کی اولاد آپ کی نگرانی میں ہے تو آپ نے کبھی ان کی تربیت کے طریقوں پر غور فرمایا ہے؟ آپ نے کبھی اندازہ کیا ہے کہ اس سے کتنی اہم ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوتی ہیں؟ اور یہ کہ آپ ان ذمہ داریوں کو کس حد تک پورا کر رہے ہیں؟ ان بچوں کی آئندہ زندگیوں کا بننا یا بگڑنا، سنورنا یا اجڑنا، ایک بڑی حد تک آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر بچہ دُنیا میں فطرتِ سلیم کے ساتھ قدم رکھتا ہے، اس کو سیدھی راہ سے ہٹا کر غلط راستوں پر ڈالنے والے عموماً اس کے ماں باپ اور مربی پرورش کرنے والے ہی ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا دامنِ تربیت اس حیثیت سے داغدار نکلے۔ ذرا سوچ لیجئے کہ کہیں خدانخواستہ آپ کی غفلت و بے توجہی، آپ کی فرد اعمال میں اسی جرم کے عنوان کا اضافہ تو نہیں کر رہی ہے!

کیا "اچھی تربیت" انتہائی سختی کے مرادف ہے؟ کیا یہ مقصد یوں پورا ہوسکتا ہے کہ بچوں کے دلوں پر حد سے زیادہ رعب و خوف طاری کر دیا جائے اور انہیں گویا بالکل بے دست و پا بنا دیا جائے؟ پھر کیا ضرورت سے زیادہ دُلار اور پیار مفید ہوگا؟ کیا اچھی تربیت کی غرض یوں حاصل ہوسکتی ہے کہ اپنے تئیں بالکل بچوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے اور ان کی ہر ضد کو بلا روک ٹوک پورا کرنا ضروری سمجھ لیا جائے؟ تجربہ اس نتیجہ تک پہونچانے کے لئے بالکل کافی ہے کہ یہ دونوں طریقے افراط و تفریط پر شامل اور راہِ حقیقت سے دور ہیں۔ بچوں کی تربیت سے متعلق سب سے پہلا اور سب سے پچھلا جو فرض ایک مسلمان مربی پر عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انھیں وہ بہترین مسلم بننے کی راہ پر لگائے، کہ بڑے ہو کر ان کا شمار امتِ اسلامیہ کے قابل فخر فرزندوں میں ہو، وہ خدا کے بہترین بندے ثابت ہوں، ان کے عقیدے درست ہوں، ان کے اعمال صالح ہوں، اور دینی و دنیوی ہر قسم کی فلاح و برکت ان کے حصے میں آسکے۔ اب آپ اپنی جگہ پر سوچئے کہ آپ اپنے زیر نگرانی بچوں کی تربیت اسی اصول اور اسی مقصد کے لئے کر رہے ہیں؟

آج ہمارے شرفاء کے بچوں کی عام تربیت کا کیا حال ہے؟ جن بزرگوں کو اپنی شرافت خاندانی پر بڑے دعوے ہیں۔ وہ مہربانی کر کے یہ دیکھیں کہ اپنے خردوں کو وہ کس ڈھرے پر لگا رہے ہیں؟ کتنے بچے ایسے ہیں جن کے دلوں میں خدائے اسلام و رسولِ اسلامؐ کی محبت پیدا کی جاتی ہے؟ کتنوں کے ذہن میں اصول اسلام کی وقعت جاگزیں کی جاتی ہے؟ کتنوں کے دماغ قرآن کے معنی و مفہوم سے روشن کئے جاتے ہیں؟ کتنوں کے سامنے انسان کامل کی زندگی بطور مکمل نمونے کے پیش کی جاتی ہے؟ کتنوں کے دلوں میں صدیقؓ و فاروقؓ، عثمانؓ و علیؓ، حسنؓ و حسینؓ کے نقش قدم پر چلنے کی اُمنگ پیدا کی جاتی ہے؟ کتنوں کے سینوں میں خدمت خلق و ہمدردی کی پرورش کی جاتی ہے؟ کتنوں کو بتایا جاتا ہے کہ غیروں کی غلامی ان کے لئے شرمناک و باعثِ ننگ ہے؟ کتنوں کے ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ آزادی ان کا فطری حق و واجبی ورثہ ہے؟ کتنوں کو خودداری و خود اعتمادی کا درس دیا جاتا ہے؟

صورت حال عموماً ہر جگہ اس کے برعکس ہی نظر آئے گی۔ خدا کی غلامی کے بجائے سرکار کی غلامی کی آواز روز اول سے کانوں میں پڑنے لگتی ہے، ساری کوششوں کا مرکز پہلے دن سے "نوکری" کو قرار دے دیا جاتا ہے، غیروں کا ٹھہرایا ہوا نصاب، بیگانوں کی بنائی ہوئی کتابیں، اجنبیوں کے بتائے ہوئے قانون و قاعدے بس انھیں پر وقت پیدائش سے ہمارے بچوں کی ذہنی و قلبی نشو و نما لگتی ہے اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا باعثِ ننگ سمجھا جاتا ہے۔ بازار سے سودا خرید کر لانا شرافت کے منافی قرار پاچکا ہے۔ ایثار و تحمل کو ہماری عزت گوارا نہیں کرسکتی۔ کاشتکاری اور چھوٹے پیمانہ پر تجارت کرنا باپ کے نام کو بٹہ لگانا ہے۔ ایک طرف خدا کے قانون توڑنے میں یہ جرأت و بے باکی اور دوسری طرف یہ شور و فریاد ہے کہ مسلمان ہر طرح ذلیل و خوار ہیں، مٹ چکے ہیں اور مٹتے جاتے ہیں!!

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ اَحۡسَنۡتَ خَلۡقِیۡ فَاَحۡسِنۡ خُلُقِیۡ" اے اللہ آپ نے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے کر دیجئے" (مسند احمد)

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

کا اردو نیوز کو دیا گیا ایک انٹرویو

سوال: رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے منعقد کی گئی موتمر اسلامی میں آپ نے شرکت کی اس کانفرنس کی اہمیت پر کچھ روشنی ڈالئے:

جواب: رابطہ عالم اسلامی کی یہ کانفرنس اس کی چوتھی عالمی کانفرنس تھی اس سے قبل چند سال کے وقفوں سے اس کی تین عالمی کانفرنسیں ہوچکی ہیں، اس کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کئی ماہ قبل ہوگیا تھا، اس کے انعقاد کے فیصلہ کے وقت تک عالمی حالات نے یہ نئی کروٹ نہیں لی تھی، اس وقت دنیا کے سامنے امریکہ کے نئے عالمی نظام اور اس کے اثر سے جو صورتِ حال بن سکتی ہے صرف اس کا موضوع زیرِ توجہ تھا، چنانچہ کانفرنس کے ذمہ داروں نے اسی نظام کے مسئلہ کو موضوع بحث بناتے ہوئے کانفرنس کا عنوان "الأمة الاسلامية والعولمة" "امت اسلامیہ اور عالمی نظام" رکھا، اس کے فیصلہ کے کچھ دنوں بعد عالمی سطح پر حالات نے وہ سنگین صورت اختیار کی جس نے پورے مشرق وسطی کو ہلا دیا، شاید اسی کا اثر تھا کہ مجوزہ کانفرنس کے انعقاد میں تاخیر ہوئی حتی کہ رابطہ عالمِ اسلامی کی مجلس تاسیس کے انعقاد کا وقت بھی آگیا چنانچہ دونوں کا انعقاد کیا گیا، نئے عالمی نظام کانفرنس میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے معروف دانشور اور اہل علم وتحقیق شرکت کے لئے آئے اور انھوں نے بہت مفید مقالے پیش کئے جن میں نئے عالمی نظام کے اثرات جو دنیا کی اقتصادیات، سماجیات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پڑ سکتے ہیں ان پر اپنی اپنی تحقیقات اور رائیں پیش کیں، اسی کے ساتھ نیویارک میں ۱۱ر ستمبر کے واقعہ کی بنا پر مسلم دنیا کے خلاف سخت جارحانہ رویہ اور فلسطین میں اسرائیلی خونی کاروائی نے بھی کانفرنس کے شرکاء کی فکر وتوجہ کو مبذول کرایا اور اس کے سلسلہ میں کانفرنس نے اپنے شدید فکرمندی اور رنج کے احساسات کا اظہار کیا اور یہ دونوں مسئلے بھی کانفرنس کا اہم موضوع بنے، کانفرنس کے بعد مجلسِ تاسیسی کا جلسہ ہوا، اس میں مسلمانوں کے مختلف مسائل اور حالات زیر بحث آئے اور مناسب تجاویز اور ہدایات طے کی گئیں۔

سوال: کیا کانفرنس میں آپ کا بھی کوئی مقالہ یا محاضرہ تھا؟

جواب: جی ہاں مجھ سے بھی مقالہ طلب کیا گیا تھا، جس کا موضوع تھا "اسلام میں عورتوں کے حقوق، نئے عالمی نظام کے پس منظر میں" یہ موضوع ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس وقت آزاد خیال اور بے باک طرز زندگی کے قائل مغربی دانشوروں نے عورت کی آزادی کے مسئلہ کو اپنی خاص رنگ کی عینک سے دیکھنا شروع کر دیا ہے اور نئے عالمی نظام میں اس کو بہت لائق تغیر موضوع کی حیثیت سے دیکھا جارہا ہے، لیکن ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے اسلامی فکر وطرزِ حیات اور مغرب کے اس نقطۂ نظر سے کیا تقابل کیا جاسکتا ہے؟

میں نے اپنے مقالہ میں قبلِ اسلام کے زمانہ کی دنیا کے متمدن معاشروں میں عورت کے معاملہ میں جو رویہ اور نقطۂ نظر اپنایا جاتا تھا اس کا جائزہ پیش کیا، پھر عصر حاضر میں عورت کی آزادی کے سلسلہ میں جن خیالات کو اپنایا گیا ہے اور اس کی دعوت دی جارہی ہے اس کے اثرات کا بھی جائزہ پیش کیا، پھر اسلام نے عورت کو مردوں سے جن حدود میں مساوی حقوق دیئے ہیں اور جن میں فرق کیا ہے اس کی تفصیل اور وضاحت پیش کی، مقالہ عموماً پسند کیا گیا۔

سوال: ہندوستان میں کل جماعتی انجمن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اختیار کردہ اہم موضوعات میں مسلم عورت کو شریعتِ اسلامی کے دیئے ہوئے حقوق کا مسئلہ رہا اور اس میں بورڈ کو حکومت سے شریعتِ اسلامی کے نقطۂ نظر کو منوانے میں بڑی کامیابی بھی ہوئی، اس کے تعلق سے بھی ملک کی مختلف عدالتوں میں معاملات آتے رہتے ہیں اور ملک کے غیر مسلم دانشور بھی وقتاً فوقتاً ایسی رائے زنی کرتے ہیں جن سے بعض بعض وقت شریعت کے

تسلیم شدہ نقطۂ نظر سے فرق ہوتا ہے اور بورڈ کو اس کے لئے عدالت سے رجوع کرنا پڑتا ہے، دریافت کرنا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی خاص پریشانی کی شکل تو نہیں پیدا ہورہی ہے؟ نیز موجودہ تاحال صدر مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی وفات بورڈ کے لئے ایک بڑے صدمہ کی حیثیت رکھتی ہے ان کی وفات سے بورڈ کی کارکردگی پر کیا اثرات پڑ سکتے ہیں؟ اس پر کچھ روشنی ڈالئے:

جواب: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام کی ضرورت دراصل شاہ بانو کیس کے سلسلہ میں عدالت کے اس فیصلہ کے نتیجہ میں محسوس کی گئی تھی جس فیصلہ سے مسلمان مطلقہ کے مسئلہ میں اسلامی قانون کی خلاف ورزی ہوتی تھی، حالانکہ ہندوستانی دستور اقلیتوں کو اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے، چنانچہ مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دیوبند کی صدارت میں بورڈ قائم ہوا، اس نے جمہوری اور مدبرانہ جدوجہد کے ذریعہ حکومت کو پارلیمنٹ سے اس کے لئے اسلامی قانون کا استثناء طلب کرنے کے لئے مائل کیا اور پارلیمنٹ نے اپنے سابقہ قانون میں ترمیم کردی جو غیر معمولی کامیابی قرار پائی، یہ جدوجہد اور کامیابی بورڈ کے سابق صدر مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے عہد میں حاصل ہوئی، اس کے بعد مسلمانوں کے پرسنل لا کے سلسلہ میں راہ استوار ہوئی، اس کے بعد بورڈ کو کم درجہ کے معاملات سے واسطہ پڑتا رہا، بورڈ کے مذکورہ بالا صدر وسکریٹری کے انتقال کے بعد مولانا مجاہد الاسلام قاسمی ان کے نئے جانشین مقرر ہوئے، چنانچہ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا نظام الدین جنرل سکریٹری کے ذمہ دارانہ قیادت میں بورڈ نے کام جاری رکھا، ان دونوں نے امتیازی صلاحیتوں کے ساتھ بورڈ کی کارکردگی کو اچھے ڈھنگ سے چلایا، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ کو فقہِ اسلامی پر عبور اور خصوصی صلاحیت حاصل تھی، نیز وہ عہد حاضر کے تقاضوں کو سمجھتے اور ان کی رعایت رکھتے ہوئے معاملات کو دیکھنے اور قدم بڑھانے کی صلاحیت رکھتے تھے، اپنی اسی صلاحیت کی وجہ سے انھوں نے بورڈ کی ذمہ داری کے ساتھ عہدِ جدید کے فقہی تقاضوں پر غور کرنے کے لئے ایک فقہ اکیڈمی بھی قائم کی، وہ اس کے مفید سمینار منعقد کراتے تھے نیز انھوں نے ملت اسلامیہ ہندیہ کے دیگر معاملات کے لئے ملی کونسل بھی قائم کی، جس کے پلیٹ فارم سے وہ مسلمانوں کو ملی معاملات کی طرف توجہ دلاتے تھے، افسوس کہ وہ اسی ماہ اپریل کے آغاز میں ایک طویل علالت کے بعد انتقال کرگئے، جس سے ملت اسلامیہ ہندیہ کے مذکورہ بالا تینوں محاذوں کو ایک مقتدر عالمِ دین اور باصلاحیت ذمہ دار کے اٹھ جانے کا بڑا دھچکا پہنچا، جس سے ملت اسلامیہ ہندیہ کی قیادت میں ایک بہت محسوس کیا جانے والا خلا پیدا ہوگیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے خصوصی کرم سے نوازے اور مدد فرمائے۔

سوال: فلسطین میں اسرائیل کے مظالم جس حد تک پہنچ چکے ہیں اس کا کیا مداوا آپ کے ذہن میں آتا ہے؟

جواب: اسرائیل نے انسانی قدروں کو جس طرح پامال کیا ہے اور انسانوں کے ساتھ جانوروں سے زیادہ بدتر جو سلوک کیا ہے اس کی مذمت کے لئے الفاظ قاصر ہیں، دراصل دنیا کے طاقتور ترین ملک امریکا کی رعایت سے اسرائیل کو اس بے باکی اور درندگی کی چھوٹ ملی ہے، لیکن انسانیت سوزی اور ظلم کتنا ہی اختیار کیا جائے ایک دن وہ ظلم کرنے والے کے لئے انجام بد لاتا ہے، اس انسانیت سوزی کا انجام خود اسرائیل اور اس کے پشت پناہ امریکا کو بالآخر دیکھنا ہوگا، مظلوم کی مظلومیت ضائع نہیں جاتی، اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں تمام ظالموں کی باگ ڈور ہے اور اس کی طرف سے بالآخر سزا ملنی ہے، عام مسلمان فلسطین کے مظلوموں کے لئے دعا اور مالی تعاون سے ہی مدد کرسکتے ہیں۔

سوال: گجرات کے فسادات نے ہندوستانی مسلمانوں پر کیا اثر ڈالا ہے اور اس کا مداوا کیا ہے؟

جواب: گجرات کے فسادات بہت سنگین ہوئے، ان میں مسلمانوں کو جانی ومالی دونوں طرح کا نقصان پہنچا، یہ فسادات اگر انتظامیہ کی طرف سے فوری توجہ کی جاتی تو چند گھنٹوں میں روکے جاسکتے تھے، لیکن یہ فسادات کئی روز چلے اور اس وقت بھی کچھ نہ کچھ جاری ہیں، اس بارے میں انتظامیہ کو بے قصور قرار نہیں دیا جاسکتا، چنانچہ ہندوستان کے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندو اور دیگر غیر مسلم بھی انتظامیہ کی

سخت مذمت کر رہے ہیں، جس سے اچھے نتائج کی امید ہے، اب مسئلہ زیادہ تر بدحال اور تباہ شدہ افراد کی بحالی کا ہے، جن کی تعداد لاکھ سے اوپر ہے وہ کیمپوں میں ہیں اور صرف دردمند مسلمانوں کی ہمدردی سے ان کی روزمرہ کی ضروریات کی کفالت ہو رہی ہے جو روزانہ لاکھوں روپئے کے صرفہ سے ہوتی ہے، اس میں ان کے لئے تمام مسلمانوں کی طرف سے تعاون ملنے کی ضرورت ہے کیونکہ گجرات کے مسلمان خود ہی لٹے پٹے ہیں، وہ اپنے کمزوروں اور مصیبت زدہ لوگوں کو کہاں تک سنبھال سکتے ہیں؟ لہٰذا دردمند مسلمانوں کو متوجہ ہونا چاہئے۔

سوال: مسلمانوں کے حالاتِ حاضرہ کے سلسلہ میں آپ کوئی رائے ظاہر کریں گے؟

جواب: مسلمانوں کے حالاتِ حاضرہ کے سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو دنیا کے اور خود اپنے ملک ہندوستان کے نئے حالات میں اپنے اقلیتی معاملات میں پیچیدگیوں اور دشواریوں کا جو سامنا ہے اور دنیا کے مختلف ملکوں میں اس وقت مسلمانوں کی متعدد اقلیتوں کو جس مظلومیت سے گذرنا پڑ رہا ہے اس پر مسلمانوں کی طرف سے جو تأثر یا ردعمل ظاہر ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے متعلق بڑا مخالفانہ پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے، اس میں میڈیا کے ذمہ داروں کے اس عنصر کا بہت دخل ہے جو مسلمانوں سے عداوت رکھتا ہے، مسلمانوں کے متاثرہ افراد کے ردعمل کو پوری امتِ مسلمہ کی کاروائی قرار دے دیا گیا ہے جس کی رو سے مظلوم افراد کے غصہ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے رد عمل کو پوری امت مسلمہ کا جرم قرار دے دیا جاتا ہے، مسلمانوں کے مخالف لوگ واقعات کو ان کے پس منظر میں دیکھنے کی زحمت نہیں کرتے یا کرنا نہیں چاہتے ہیں، متاثرہ افراد کے ردعمل کو عالمی میڈیا منفی اور مخالفانہ انداز سے پیش کرتا ہے اور ساری امت کو مجرم قرار دیتا ہے، حالانکہ متاثرہ افراد کے ردعمل کے نتیجہ میں جو واقعات پیش آتے ہیں وہ محدود نوعیت کے ہوتے ہیں اور ان کی تعداد ان واقعات سے بہت کم ہوتی ہے جو دوسری قوموں اور فرقوں میں پیدا ہونے والے متشددانہ ردِ عمل کے اثر سے پیش آتے رہتے ہیں اور یہ واقعات دنیا کے ہر گوشہ میں پیش آتے رہتے ہیں لیکن مسلمانوں کو ہی مطعون کیا جاتا ہے، یہ بڑی افسوسناک بات ہے، اس کے ازالہ کے لئے ہم کو میڈیا کو مؤثر اور مناسب طریقہ سے متوجہ کرنا چاہئے، نیز مخالفت رکھنے والے عناصر سے بھی رابطہ قائم کر کے ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، ہم کو اس سلسلہ میں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ دنیا کے ہر مذہب اور ہر فرقہ میں برے اور اچھے دونوں طرح کے لوگ ہوتے ہیں، ہم اچھوں کو سمجھا سکتے ہیں اور بروں کی غلط روش سے سب کو روشناس کر سکتے ہیں، اس کام میں ہم مسلمانوں سے تاحال کافی کوتاہی ہوئی ہے، جس کا نتیجہ خراب شکل میں ظاہر ہو رہا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی اور خراب تصور رکھنے والوں نے مسلمانوں کو تشدد پسند، غلط کار سمجھنے کا تصور عام کر دیا ہے، جس سے سارے مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کی جانے لگی، حالانکہ اسلام میں جس قدر امن پسندی اور انسانیت نوازی ہے اور جس پر مسلمان عام طور پر عامل ہیں وہ دوسرے نظامہائے حیات میں شاذ و نادر ملے گی، صرف ایک یا دو فی ہزار کے متشددانہ طرزِ عمل کو جو عموماً ان کی مظلومیت کے اثر سے ان سے ظاہر ہوتا ہے پوری امت کے متعلق برا تصور قائم کرنا بہت غلط بات ہے، بدگمان لوگوں کو یہ بات بتانے کی ہے کہ اسلام میں انسانی ہمدردی اور سب کے ساتھ خیر خواہی کرنے حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی رحم کرنے کا حکم ہے، البتہ مظلوم کو ظلم کرنے والے سے انتقام لینے کی بھی پوری اجازت ہے لیکن شرط کے ساتھ دی گئی ہے کہ مظلومیت کی مقدار سے آگے نہ بڑھا جائے اور کسی بے خطا کو پریشان کرنے اور ستانے سے تو سختی سے منع کیا گیا ہے، ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ یہ بات ان قوموں تک پہنچائیں جو مسلمانوں کے خلاف بلاوجہ بدگمانی میں مبتلا ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ ۔ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ پوری سچائی اور امانت داری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا ۔
(ترمذی)

گجرات کے واقعات

چند خوش کن علامتیں

از: مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی ——— ترجمہ: محمد احمد بستوی

مغربی ذرائع ابلاغ اور یورپین حکومتوں کے بارے میں اب تک کا تجربہ یہ رہا ہے کہ اگر کسی علاقہ کے مسلمان ظلم وستم کا تختۂ مشق بن رہے ہوں یا کسی المیہ سے دوچار ہوں تو ان کا ردِ عمل یا تو بالکل خاموشی کی صورت میں سامنے آتا ہے یا اُس حادثہ والمیہ کو بہت زیادہ معمولی بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا اس کی ذمہ داری خود مسلمانوں پر ڈالی جاتی ہے تاکہ مسلمانوں کے حق میں ہمدردی کے احساسات نہ پیدا ہو سکیں، اور وہ عالمی امداد کے مستحق قرار نہ پائیں، ایسی صورت میں ان کی غمخواری اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اس کے پیچھے جو عنصر کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ یورپ اب تک صلیبی جنگوں ہی کے زیرِ سایہ اور مستشرقین کی کتابوں اور سامراجی حکام کی سیاست کے زیرِ اثر زندگی گذار رہا ہے، اس کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی ہی خراب شبیہ، اور بغض وعداوت، نفرت ودشمنی سے بھرپور تصویر ہے، جو خود اس کے اہل قلم نے بنائی ہے۔ خلاف واقعہ یہ تصور تمام یورپی ملکوں میں قبول عام بھی حاصل کر چکا ہے اور وسائل اعلام کی زبان بھی، یورپی ممالک اور عالمی ذرائع ابلاغ جن پر یہود کا غلبہ ہے اسی تصور کو دنیا میں رونما ہونے والے تمام واقعات پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کے تئیں اپنے اس دائمی تصور کو رواج دیتے رہتے ہیں کہ دنیا میں ہر فساد اور کشمکش کا سبب اور اس کا مرکز ومنبع مسلم اور مسلم ممالک ہیں، اس طرح پوری انسانیت کے لئے اسلام ایک بڑا خطرہ ہے، اسی طرح غلط پروپیگنڈہ کر کے وہ ہر واقعہ کی ذمہ داری اسلام اور مسلمانوں کے سر منڈھ دیتے ہیں، اس کا منفی اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی مسلمان اپنے سیاسی حقوق کے لئے آواز بلند کرتے ہیں یا آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ کہہ کر اسے سرد خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ امن وسکون سے رہنا نہیں جانتے، اس طرح ان کی آزادی کی تحریک علیحدگی پسندی کی تحریک میں بدل جاتی ہے، اور اسے گوشہ نشینی اور علیحدگی پسند طبیعت کی ترجمانی گردانا جاتا ہے، اور اگر مسلم ممالک کا کوئی طبقہ دین ومذہب کی بنیاد پر آزادی کا طلب گار ہو اور مسلمان اس مطالبہ کو ٹھکرا دیں تو ان کے حصہ میں یہ الزام آتا ہے یہ بڑے ظالم وجابر ہیں، دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی اپنے تابع اور پابند کرنا چاہتے ہیں۔

ہندوستانی وزیر اعظم کا "گوا" میں اپنی پارٹی میٹنگ میں جاری کردہ بیان بالکل ہی اسی طرز کا ہے، جس میں انھوں نے گجرات میں ہونے والے ہولناک واقعات کی ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالی ہے، جب کہ گجرات کی مسلم آبادی پر ظلم وبربریت کے وہ پہاڑ توڑے گئے ہیں اور اس طرح خونِ مسلم کی ارزانی ہوئی ہے کہ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، اور اس میں سرکاری مشنری کی کھلی شرکت اور مدد پر سب کا اتفاق ہے۔ وزیر اعظم ہند نے اپنے بیان میں کہا کہ: مسلم قوم دوسری قوموں کے ساتھ مل جل کر رہنا نہیں جانتی ہے اور وہ ان ملکوں میں جہاں اُسے اقتدار وغلبہ حاصل ہے دوسروں کو اپنی اتباع اور اپنے مذہب پر عمل کرنے پر مجبور کرتی ہے، مزید انھوں نے یہ بھی کہا کہ: گجرات میں پہل کس نے کی؟ سب سے پہلے آگ کس نے لگائی؟ اور ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اگر گودھرا ٹرین حادثہ نہ پیش آتا تو گجرات میں یہ خون ریزی نہ ہوتی، مگر محترم وزیر اعظم نے گودھرا ٹرین حادثہ اور گجرات کے پُرتشدد واقعات کے درمیان موجود بنیادی فرق کو سرے

سے نظر انداز کر دیا ہے، کیونکہ گودھرا واقعہ میں ملوث عناصر اور اس کے اسباب ومحرکات ابھی تک تحقیق وتفتیش کے مرحلے میں ہیں اور اس کے ذمہ داروں کے بارے میں ابھی تک جانچ کا سلسلہ جاری ہے، جبکہ گجرات میں وسیع پیمانہ پر زندہ جلانے اور قتل وغارت گری اور مسلمانوں کی نسل کشی کی منصوبہ بندی کرنے والے اور اس کی خاطر تمام تر اسباب ووسائل فراہم کرنے والے عناصر مشہور ومعروف ہیں اور اس کا اظہار ساری ایجنسیوں اور تفتیش کرنے والے وفود نے کیا ہے۔ سرکاری مشنری اور حکام کا اس سلسلہ میں بھرپور تعاون روز روشن کی طرح عیاں ہے، تمام نیشنل اور انٹرنیشنل ادارے جس کی تصدیق کر رہے ہیں، اور دونوں واقعوں میں سب سے نمایاں فرق یہ ہے کہ پہلے واقعہ میں متاثرین کی تعداد ۵۶ر سے زیادہ نہیں ہے اور وہ مخلوط ہیں، صرف ایک فرقہ کے نہیں ہیں۔ جبکہ مفروضہ انتقامی کاروائیوں میں ہلاک شدگان کی تعداد، سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ایک ہزار کے قریب ہے، اور غیر سرکاری اندازے ہزاروں تک ہیں اور صرف ایک فرقہ سے ان کا تعلق ہے، مالی نقصان کا تو اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

ان وحشیانہ حملوں کا نشانہ وہ ہندو حضرات بھی بنے جنھوں نے مصیبت زدگان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا مظاہرہ کیا، اس کی بھی متعدد مثالیں سامنے آئیں کہ مظلوموں سے ہمدردی کو ہی جرم قرار دیا گیا اور ان کو بھی وہی سزا دی گئی۔

اس انسانی قتل وغارت گری کے بارے میں حکمراں جماعت کے لیڈران کا موقف سراسر ظلم وبربریت کی پردہ دری کا رہا، اور تاویل اور ظالموں کی طرفداری کا، انھوں نے ظالموں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا اور مظلومین ہی کو ہدف ملامت بنایا ہے، اور ان واقعات کو سند جواز فراہم کرنے اور اس بھیانک فساد کے ذمہ داروں کو بے قصور قرار دینے کی کوشش کی ہے، بلکہ اس سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر سیاسی مقاصد کے لئے اس موقعہ کو غنیمت جاننے کی بھی سعی کی۔ اور قبل از وقت الیکشن کرانے کا منصوبہ پیش کیا تا کہ ان کے تصور اور اندازہ کے مطابق اکثریتی فرقہ کے جذبات سے فائدہ اٹھایا جا سکے، اگرچہ اکثریتی فرقہ میں انصاف پسند اور انسانیت دوست افراد کی کمی نہیں ہے اور اس موقع پر جس طرح انھوں نے ان واقعات کی کھل کر مذمت کی اور میڈیا نے جس طرح مظلوموں سے ہمدردی کا اظہار کیا وہ بھی اپنی مثال نہیں رکھتا اور اسے خوش آئند بات قرار دینا چاہئے، حکمراں پارٹی کی حلیف پارٹیوں نے بھی اپنی انسانیت دوستی کا مظاہرہ کیا اور گجرات کے وزیر اعلیٰ ’’نریندر مودی‘‘ کی مذمت پر سب سے اتفاق کیا اور اس مسئلہ کو پارلیمنٹ میں اٹھایا جس کی وجہ سے حکمراں پارٹی کو آخر کار اپنے رویہ میں نرمی پیدا کرنی پڑی، خود بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر نے جنھوں نے گجرات کا دورہ کیا واضح الفاظ میں کہا: اگر موجودہ حالات میں انتخابات کرائے گئے تو گجرات کے بھیانک اور المناک واقعات حکمراں پارٹی کو لے ڈوبیں گے۔

مشہور انگریزی اخبار ’’ٹائمس آف انڈیا‘‘ کے مطابق بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر ’’جنا کرشنا مورتی‘‘ کی ملاقاتوں اور تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ گجرات میں مسلسل حالات کی خرابی اگلے الیکشن میں پارٹی کا خاتمہ کر ڈالے گی، متعدد ذمہ داروں نے گجرات کے وزیر اعلیٰ کے طرز عمل اور پالیسی پر نکتہ چینی کی ہے، اور انہوں نے یہ صراحت کی ہے کہ گجرات میں مسلسل کشیدگی اور ظلم وستم قتل وغارت گری کا بازار گرم ہونے کی سراسر ذمہ داری انھی کے سر ہے، اخبار نے مزید یہ بھی کہا ہے کہ: گجرات میں حالات نارمل ہونے لگے ہیں، مگر ’’احمد آباد‘‘ میں ابھی تک حالات معمول پر نہیں آسکے ہیں، اور وہاں مسلسل ظلم وستم کا سلسلہ جاری ہے، اور اس کی تمام تر ذمہ داری ’’نریندر مودی‘‘ پر ہے کہ وہ حالات پر کنٹرول پانے میں بالکل ناکام ہو چکے ہیں، حکمراں پارٹی کی قانون ساز کونسل کے ایک رکن نے یہ صراحت کی کہ حالات پر اگر قابو نہ پایا گیا تو ہمیں ناقابل تلافی خسارہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

گجرات کے وزیر اعلیٰ اور ان کے وزارت کے مختلف وزیروں کا اس بربریت میں ملوث ہونا بالکل نمایاں ہے، گجرات کا دورہ کرنے والے وفود اور غیر ملکی ایجنسیوں اور مختلف ممالک کے قانونی نمائندوں کی رپورٹ اس پر شاہد ہے اسی بنا پر سیاسی پارٹیوں بشمول حکمراں طبقہ میں شامل جماعتوں نے گجرات کے وزیر

اعلیٰ اور دوسرے ذمہ داروں کی برطرفی کا مطالبہ کیا جنھوں نے ظالمانہ کاروائیوں کو روکنے کے موثر اقدامات نہیں کئے اور جن کی بدولت ایسا بھیانک فساد اتنی لمبی مدت تک جاری رہا اور اس پر قابو پانے کی کوئی کوشش تک نہ کی گئی، بلکہ یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے، یہی متکبرانہ موقف انڈین پارلیمنٹ میں مقابلہ آرائی کا بھی سبب بنا۔

اس عظیم المیہ کی بابت یورپی ملکوں کی طرف سے ایک انسانی موقف منظر عام پر آیا ہے، جو ان تمام المیوں میں اس کے سابقہ موقف سے مختلف ہے، جن میں مسلمان اصل نشانہ بنتے رہے ہیں، یورپی ممالک کا حالیہ موقف مصیبت زدگان کے ساتھ ہمدردی، مدد اور ان کی اشک شوئی کا ہے، چنانچہ یورپی ملکوں نے براہ راست تحقیق اور جانچ کے لئے بہت سے وفود روانہ کئے اور بالکل عدل وانصاف پر مبنی جانچ کرائی، پھر حکومت کی پالیسیوں پر شدید مذمت اور غصہ کے ردِ عمل کا اظہار کیا، عالمی اخبارات، ریڈیوز اور چینلز نے ان واقعات کو حکومت پر مذمت کرنے کے ساتھ خوب نمایاں کیا، برطانوی مجلہ ’’اکنومسٹ‘‘ نے ۲۰ر اپریل ۲۰۰۲ء کے شمارے میں ’’بے لگام حکام‘‘ کے عنوان سے مضمون لکھا۔

موجودہ صورت حال کے پس منظر کو پیش کرنے کے بعد مجلہ نے لکھا کہ: حکمراں پارٹی نے ’’گوا‘‘ میں ہوئی پارٹی میٹنگ میں صوبۂ گجرات کے وزیر اعلیٰ ’’نریندر مودی‘‘ کی معزولی اور برطرفی کا مطالبہ رد کر دیا ہے جن کے بارے میں یہ واضح ہو چلا ہے کہ وہ قتل وغارت گری مچانے والے ہندوؤں کے مصالح کی اس سے کہیں زیادہ رعایت کر رہے ہیں جتنی مصیبت زدہ مظلوم مسلمانوں کے ساتھ غمخواری، بلکہ ان کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ وہ صوبہ میں جلد از جلد الیکشن کرانے کی تیاری کریں تا کہ اس المیہ کا بھرپور سیاسی فائدہ اٹھایا جا سکے۔

مجلہ نے مزید یہ بھی لکھا کہ: ہندوستانی وزیر اعظم ’’اٹل بہاری واجپئی‘‘ نے مسلمانوں کو تشدد بھڑکانے والا قرار دینے والوں کی آواز میں آواز ملاتے ہوئے کہا کہ: گجرات میں پیش آنے والے واقعات یقیناً لائق مذمت ہیں، لیکن یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ پہلے فساد کی آگ کس نے بھڑکائی؟ اور اس آگ نے کیسے پورے صوبہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا؟ حالانکہ وزیر اعظم صاحب اپنی رواداری اور وسعت ظرفی میں مشہور ہیں، تا کہ ان کی پارٹی سیکولر حلیفوں کی نظر میں قبولِ عام حاصل کر سکے۔

’’ٹائمس آف انڈیا‘‘ نے ایک خبر نشر کی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ گجرات کے تشدد کی عالمی اہمیت برطانیہ اور کناڈا کے ان لوگوں کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے بڑھتی جارہی ہے جنھوں نے اس حادثہ پر اپنے شدید رنج والم کا اظہار کیا ہے، گجرات واقعات کی اہمیت کی بابت نہیں دہلی میں اپنی پریس کانفرنس میں کناڈا کے حکومتی امور کے وزیر ’’استفنی باین‘‘ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: اسے ملک کے داخلی امور میں دخل اندازی ہرگز نہ قرار دیا جائے، یہاں اس بات کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی حکومت نے گجرات واقعات کے متعلق یورپی ملکوں کے بعض ذمہ داروں کے بیانات کو اپنے داخلی امور میں دخل اندازی قرار دیا تھا، اس پر یوروپین یونین نے ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ: انسانی المیہ کے بابت اس طرح کے جذبات واحساسات کا اظہار داخلی امور میں دخل اندازی کرنے کے زمرے میں نہیں آتا ہے، کناڈا کے وزیر نے مزید یہ کہا کہ: جب تک سیکولرازم ان تمام کوششوں کی رہبر اور محور ہوگی جو حکومت مشکلات حل کرنے کے لئے کر رہی ہے اس وقت تک ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ کوششیں کامیابی سے ہم کنار ہوں گی۔

اسی دوران برطانوی ہائی کمشنر ’’سیر راب ینگ‘‘ اور سوئزرلینڈ کے وزیر خارجہ ’’جوزیف دلیس‘‘ نے جو مختلف ملکوں کے دورے پر تھے، مستقل تشدد جاری رہنے پر بے چینی اور کرب کا اظہار کیا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی انھوں نے ہندوستانی وزیر اعظم کے اس بیان کو سراہا ہے کہ مجرموں کو عنقریب سزا دی جائے گی، ان تمام بیانات کے ساتھ ساتھ یورپی ادارے جیسے جرمنی، ھالینڈ، اور یورپی یونین کی طرف سے گجرات کی صورت حال اور اقلیتوں کو نشانہ بنانے والے طرز عمل کی بابت دوسرے بیانات بھی منظر عام پر آئے ہیں، سوئزرلینڈ نے بھی گجرات واقعات پر اپنے رنج والم، اور

اضطراب و بے چینی کا اظہار کیا ہے، جرمنی اور ہالینڈ کے وفد نے اپنی حکومتوں کو جو رپورٹیں بھیجی ہیں ان میں گجرات میں اقلیتوں کو چن چن کر ظلم وستم کا نشانہ بنائے جانے اور پولیس کے جانب دارانہ موقف کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔

پوری دنیا کا اس المیہ کو اہمیت دینا اور اس میں دلچسپی لینا جس کا مظاہرہ موجودہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ایک ایسا مستحسن اقدام ہے جو اپنے اندر بہت سے خیر کے پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے، بالخصوص اُس المیہ اور قضیہ کی بابت جس کا نشانہ مسلم اقلیتیں ہوں، یہ اقدام اُس وقت عمل میں آرہا ہے جب کہ امریکا دہشت گردی کے خلاف اپنی مہم مسلسل جاری رکھے ہوئے ہے اور اس کی تمام تر ذمہ داری پوری دنیا کے مسلمانوں پر ڈال رہا ہے، اسی وجہ سے اس کی طرف سے اور اس کے ماتحت چلنے والے مسلم ملکوں کے نظاموں کی طرف سے خاموشی معنی خیز ہے۔ ہندوستان کی حکمراں پارٹی بھی اس مہم میں امریکہ کے شانہ بشانہ چل رہی ہے اور دہشت پسند ہندو تحریکوں اور دوسری دہشت پسند تحریکوں کی سرگرمیوں سے چشم پوشی کر رہی ہے اور مسلمانوں کو دی جانے والی دھمکیوں کو نظر انداز کر رہی ہے۔ ایسے موقعہ پر عالمی پیمانہ پر یہ اقدام عالمی سیاست میں ایک بڑی تبدیلی کا پتہ دیتا ہے، اور اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یورپ امریکا کا اس کی سیاست میں ہم دم وہم ساز نہیں ہے، یورپ اور امریکا کے درمیان یہ دوری اسرائیل کی فلسطینیوں کے خلاف حالیہ وحشیانہ فوجی کاروائی کے معاملہ میں کھل کر سامنے آگئی ہے۔

مجلہ ''اکنومسٹ'' کے تازہ شمارے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اسرائیل کے متعلق امریکا اور اس کے ہم نواؤں کے درمیان قدرے اختلاف پیدا ہوگیا ہے اور اس سلسلہ میں یورپ کا موقف امریکا سے علحدگی اور کنارہ کشی کا اشارہ دیتا ہے، افغانستان کے مسئلہ میں بھی یہ اختلاف دیکھنے میں آیا تھا، اسی طرح اس کے اثرات عراق کے حالیہ مسئلہ میں بھی نظر آرہے ہیں، کیونکہ امریکا کی پالیسی کو یورپ کی تمام تر حمایت نہیں مل پارہی ہے، اسی طرح عالمی جرائم کورٹ کا مسئلہ بھی ہے، یورپی ممالک اُس کے قیام کے حق میں ہیں، مگر امریکا سے اس سلسلہ میں ان کے اختلافات ہو رہے ہیں۔

نئے عالمی نظام (گلوبلائزیشن) کا تقاضہ یہ تھا کہ جو بھی انسانیت کے خلاف جرائم یا نسلی امتیازات کو فروغ دینے یا مذہب وقومیت کی بنیاد پر فرقہ بندی اور گروپ بندی کے عناصر کو پروان چڑھانے یا کسی جماعت یا طبقہ پر سیاسی واعتقادی بنیادوں پر ظلم وستم ڈھانے کا مرتکب ہو، تو اس کی قومیت ووطنیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اُسے پوری دنیا کا مجرم قرار دیا جائے، ذمہ داری اور مواخذہ سے اُسے بری نہ سمجھا جائے، بلکہ عالمی عدالتی نظام کے کٹہرے میں اُسے جواب دہ قرار دیا جائے، اسی وجہ سے عالمی جرائم کورٹ کے قیام کی ایسی فکر ہے جس کا کام پوری دنیا میں انسانی اقدار وقیم اور اصول ونظریات کا طے کرنا ہوگا جس کی بدولت کمزوروں کی حمایت اور مصیبت زدگان کی اعانت کی جاسکے گی۔

یہ سب سے پہلا موقعہ ہے کہ جس میں ہندوستان کی داخلی اور پوری دنیا کی خارجی امن پسند طاقتیں عقیدے اور قومیت کو نظر انداز کر کے مظلوموں کی مدد اور ظالموں کی مذمت کے لئے آگے آئی ہیں جس کی قدر کرنے اور فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

دور حاضر کا اہم سوال

معصوم بچوں کو کفر وشرک سے کیسے بچایا جائے؟
اگر آپ واقعی فکر مند ہیں کہ آپ کے بچے کفر وشرک کے قریب نہ جائیں اور شروع ہی سے ان معصوم بچوں کے ذہنوں میں ایمان واسلام کی تخم ریزی ہو، اور اللہ ورسول کی محبت وعظمت ان کے دلوں میں بیٹھ جائے تو آج ہی آپ —— حکیم شرافت حسین صاحب رحیم آبادی کا تیار کردہ نصاب تعلیم مکتبہ دین ودانش مکارم نگر لکھنؤ سے حاصل کیجئے۔
اس کامیاب نصاب تعلیم کی شہادت اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء کرام نے دی ہے، اندرون اور بیرون ملک کے ہزاروں مکاتب اور مدارس نے اپنے کورس میں اسے شامل کیا ہے۔ کتابوں کی مفصل فہرست کتب اور معلومات مکتبہ سے حاصل کیجئے۔
مکمل اٹھارہ کتابوں کے سیٹ کی رعایتی قیمت صرف ایک سو روپے ڈاک خرچ 30/روپے
مکتبہ دین ودانش، مکارم نگر، لکھنؤ
فون نمبر 0522-327970

تاریخ کے سب سے بڑے جھوٹ کا پردہ فاش

- ۱۱ ستمبر کے واقعات کے پیچھے بش سے ناراض امریکیوں کا ہاتھ
- فرانسیسی اور امریکی اسکالروں نے حقیقت سے پردہ اٹھایا
- کیا اب بش اور دوسرے قاتلوں کو بے گناہ افغانیوں کے قتل کے جرم میں پھانسی دی جائے گی۔

از: ● آفتاب عالم ندوی ندوۃ العلماء

امریکہ میں موجود دہشت گرد تنظیموں اور ملیشیاؤں پر نظر رکھنے والے بہت سے مغربی مبصرین نے بھی واشنگٹن اور پنٹاگن پر حملوں کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے اگرچہ اس نظریہ کو فوراً ہی مسترد کر دیا تھا کہ ان حملوں کے پیچھے اسامہ اور القاعدہ کا ہاتھ ہے۔ لیکن عالمی میڈیا نے جس پر یہودیوں کا قبضہ ہے ایسی کسی بھی تحقیق کو نمایاں ہونے نہیں دیا، بہت سے مسلمان دانشوروں اور صحافیوں نے حقائق کی روشنی میں بار بار یہ بات کہی کہ ۱۱ ستمبر کے حملوں کے لئے جس مہارت، جن وسائل اور جس دماغ کی ضرورت ہے اس سے اسامہ اور اس کی تنظیم "القاعدہ" محروم ہے، لیکن نقارِ درویش کون سنتا ہے!۔

دنیائے انسانیت خصوصاً مسلمانوں کو ان فرانسیسی اور امریکی اسکالروں کا شکر گذار اور احسان مند ہونا چاہیے جنھوں نے تمام رکاوٹوں کے باوجود اپنی انتھک محنت سے ایسے دلائل اور ٹھوس ثبوت جمع کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے جن سے روز روشن کی طرح یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ان حملوں کے پیچھے کسی اور کا نہیں خود امریکیوں کا ہاتھ ہے۔

ذیل میں فرانس اور امریکہ کے محققین کی تحقیقات اور دلائل کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جو کثیر الاشاعت انٹرنیشنل عربی ہفت روزہ "المجتمع" اور مشہور عربی اخبار "القدس" نے اپنے تازہ شماروں میں شائع کیا ہے۔

ایک کتاب جس کا پہلا ایڈیشن صرف دو گھنٹے میں ختم ہوگیا

ابھی حال میں ممتاز فرانسیسی مصنف اور مشہور محقق ٹری میسن کی ایک کتاب "ایک خطرناک جھوٹ" "ایک بھیانک فراڈ" کے نام سے مارکیٹ میں آئی اور دیکھتے دیکھتے صرف دو گھنٹے میں پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا۔ مصنف نے بڑی قوت اور وضاحت سے اپنا نظریہ پیش کیا ہے۔ مصنف کے دلائل اور ثبوتوں کو جو بھی دیکھے گا وہ اس نتیجہ تک پہونچے گا کہ ۱۱ ستمبر کے حملوں کے سلسلہ میں امریکہ اور عالمی میڈیا نے جو پروپیگنڈہ کیا وہ سو فیصد جھوٹ ہے یہ دراصل ایک اندرونی بغاوت تھی۔ اعلیٰ فوجی اہل کاروں کی طرف سے۔ مقصد صدر بش کو اپنی پالیسی تبدیل کرنے کے لئے مجبور کرنا تھا۔

سرکاری خفیہ ایجنسیوں کو سب کچھ معلوم تھا

دنیا کو حیرت تھی کہ قیامت گذر گئی اور امریکہ کی خفیہ ایجنسیوں کو پیشگی اس کی بھنک بھی نہیں لگی حالانکہ امریکہ دوسرے ملکوں کو اطلاع دیتا ہے کہ تمہارے ملک میں کیا ہونے والا ہے اور سربراہوں کو خبردار کرتا ہے کہ تمہارے خلاف بغاوت ہونے والی ہے، تمہاری کرسی چھننے والی ہے مصنف نے انکشاف کیا ہے کہ جو کچھ ہوا خفیہ ایجنسیوں کی آنکھوں کے سامنے ہوا۔ کارروائی کرنے والوں نے ٹاوروں میں کام کرنے والوں میں سے بیشتر کو پیشگی اس کی اطلاع دیدی تھی کہ نقصان کم سے کم ہو، یہی وجہ ہے کہ حادثہ کے وقت ٹاوروں میں بہت کم لوگ تھے، حالانکہ ٹریڈ سینٹر میں چالیس پچاس ہزار آدمی رہتے تھے، مصنف نے ایسے کئی سوالات اٹھائے ہیں جن سے مصنف کے دعوؤں کو تقویت ملتی ہے مثلاً صدر بش پورے دن فوجی ہیڈ کوارٹر میں چھپے رہے، جبکہ اپنے نائب کو وزارت دفاع میں بھیج دیا، مصنف اس کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ دراصل تمام خفیہ کنجیاں دہشت گردوں کے ہاتھ آگئی تھیں، وہ ان کے ذریعہ نیوکلیائی دھماکہ کر سکتے تھے، فوج کو کچھ بھی ہدایات دے سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ صدر بش فوجی اڈوں میں تما چنے پھر رہے تھے۔ تاکہ صورت حال کو مزید دھماکہ خیز ہونے سے روک سکیں، مصنف بتاتے ہیں کہ اس دن وہائٹ ہاؤس میں بھی آگ لگ گئی تھی جس سے اس کا ایک حصہ جل کر خاکستر ہوگیا لیکن اس کو چھپایا گیا۔ مصنف پوچھتے ہیں کہ کیا انتہائی حساس اور ایسے راز کو جن پر ملک کی سلامتی اور اس کے بقاء کا انحصار ہے باہر کے چند دہشت گرد جان سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں!

بش انتظامیہ کا اعتراف

مثل مشہور ہے کہ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے ۱۹ر مئی سنہ ۲۰۰۲ء کا راشٹریہ سہارا اردو لکھنؤ ایڈیشن میرے سامنے ہے، عالمی نیوز ایجنسیوں کے حوالے سے وہ لکھتا ہے! امریکی حکومت کی جانب سے اس اعتراف کے بعد کہ اا ستمبر کے حملوں کی اطلاعات قبل از وقت ہی مل گئی تھیں۔ پورے امریکہ میں کھلبلی مچ گئی امریکی سیاستدانوں اور حملہ کے متاثرین نے اس اعتراف کے بعد اس حادثہ کی ذمہ داری حکومت ہی پر عائد کی ہے۔

(راشٹریہ سہارا اردو لکھنؤ ۱۹ر مئی سنہ ۲۰۰۲ء)

امریکی اسکالروں کی تحقیق

امریکہ کی تاریخ میں ایسا بہت ہوا ہے کہ آزاد اور غیر جانبدار اسکالرس اور محققین کی محنت اور تحقیقات سے بڑے بڑے معاملات سلجھ گئے ہیں، ملک کو ہلا دینے والے اسکینڈلس سامنے آئے ہیں۔ ایک بار پھر امریکی محققین و مبصرین کی عرق ریزی اور جد و جہد سے اا ستمبر کے سانحہ کی حقیقت آشکارا ہو گئی ہے۔ دو مشہور امریکی محقق اور مصنف مسٹر لورینس اور مسٹر جوائلمز کی نگرانی میں محققین کی ایک پوری ٹیم نے اا ستمبر کے واقعات کی ہر پہلو سے تحقیق کی، اس تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ طیاروں کو اغوا کرنے کا الزام عرب نوجوانوں پر دھرنا اس گہری اور خطرناک سازش کا ایک حصہ ہے جو بہت پہلے رچی گئی تھی۔ ٹیم نے تمام اغوا شدہ طیاروں کے تمام مسافروں اور حملہ کے تمام افراد کی لسٹ شائع کر دی ہے، دنیا کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اس میں ان عرب نوجوانوں میں سے کسی کا نام نہیں ہے جن کے بارے میں مشہور کیا گیا کہ انھوں نے جہاز اغوا کئے۔

پوری کارروائی ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ

لوگوں کو یاد ہوگا ستر کی دہائی کی بات ہے امریکہ میں طیاروں کے اغواء کے واقعات بہت بڑھ گئے تھے، ماہرین سے اس رجحان کو روکنے کے سلسلہ میں مشورہ کیا گیا، غور و فکر کے بعد دو کمپنیوں کو یہ ذمہ داری سونپی کہ ایک ایسا سسٹم وضع کریں جو زمین ہی سے جہاز کو مکمل طور پر کنٹرول کر سکے۔ چنانچہ ان کمپنیوں نے یہ سسٹم وضع کیا۔ اور اس کو انتہائی خفیہ رکھا گیا۔ یہاں تک کہ پائلٹوں سے بھی مخفی رکھا گیا۔ اس کے ذریعہ جہاز کے اندر کی بات چیت یہاں تک کہ سرگوشی کو بھی سنا جا سکتا ہے۔ اس نظام کے ذریعہ جہاز کے پورے نظام کو معطل کیا جا سکتا ہے۔ کہیں بھی لے جایا جا سکتا ہے اور کہیں بھی اتارا جا سکتا ہے ایسی صورت میں پائلٹ بھی کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اس سسٹم کو ایرلائنس کے ذمہ داروں سے بھی چھپایا گیا ہے۔ اس نظام کو مختصراً (J P L S) کہا جاتا ہے۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں

تیس سال تک انتہائی خاموشی سے اس سسٹم سے فائدہ اٹھایا گیا۔ لیکن جب بگڑے ہوئے اور مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے ماہرین کے ہاتھ میں یہ نظام آیا تو انھوں نے اس سے کام لیکر چار چار جہازوں کو بیک وقت اغواء کرکے دنیا کی اہم اور مضبوط و محفوظ ترین بلڈنگوں کو نشانہ بنایا۔ اس سسٹم سے جہاز میں نصب آلات اور مشینوں کو ناکارہ بنا دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد زمین پر بیٹھے ماہرین اس کے ذریعہ جہاز کو جہاں چاہتے ہیں لے جاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں اتار دیتے ہیں۔ جیسا کہ جاسوسی طیارے بغیر پائلٹ کے پرواز کرتے ہیں، حیرت انگیز بات یہ نہیں ہے کہ اا ستمبر کا واقعہ اس نظام کی دین ہے، بلکہ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس بات کے ثبوت کے باوجود کہ اسی سسٹم سے خود امریکیوں نے دہشت گردی کے یہ واقعات کئے۔ کہیں اس کا تذکرہ نہیں ہوا۔ اور بغیر کسی ثبوت کے اسامہ اور القاعدہ کو اس کا ذمہ دار قرار دیکر افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ نے ہٹلر کی اس بات پر عمل کیا کہ جھوٹ کو اس قدر دہراؤ کہ وہ سچ بن جائے۔

ممتاز امریکی اسکالر جوائلمز کہتے ہیں کہ اس سسٹم کا مقصد طیاروں کو اغواء سے بچانا تھا۔ لیکن جلد ہی ان سیاسی، فوجی اور مالی مافیاؤں نے اس کو اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے استعمال کرنے کے بارے میں غور و فکر شروع کر دیا، جو عالمی سیاست اور دنیا کے نظام کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتے ہیں۔

ہر جہاز میں ایک ایسا آلہ ہوتا ہے جس کو صرف چھو کر اغواء کی اطلاع دی جا سکتی ہے سب کو معلوم ہے کہ اا ستمبر کو چاروں طیاروں میں کسی طیارہ نے اغواء کی اطلاع نہیں بھیجی، اس کی وجہ صرف ایک ہے۔ وہ یہ کہ ریموٹ کنٹرول سے اس آلہ کو بھی ناکارہ بنا دیا گیا تھا۔ ایک اور بات قابل غور ہے کہ اس وقت تقریباً ستر سے اسی مسافر طیاروں میں موجود تھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اتنے سارے لوگ اپنی موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں اور خاموش بیٹھے رہیں؟ نہ کوئی مزاحمت، نہ چیخ نہ پکار، نہ رونا نہ چلانا نہ رحم کی درخواست، چاروں طیاروں میں سے کسی میں بھی تو کچھ نہیں ہوا۔

بلیک باکس

چار میں سے دو طیاروں کے بلیک باکس مل گئے تھے۔ دونوں کو چیک کیا گیا کوئی چیز نہیں ملی۔ دونوں مکمل طور پر صاف تھے، کیا پائلٹ، مسافر اور اغوا کار سب کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں، ہاتھ پیر شل ہو گئے تھے کہ بلیک باکس میں کسی طرح کی کوئی آواز ٹیپ نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ ریموٹ کنٹرول سے آلات کو ناکارہ بنا دیا گیا تھا۔

یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ دو سرے ٹاور کی تباہی کے صرف ۲۴ منٹ بعد امریکی حکومت کے ذمہ داروں کے بیانات آنے شروع ہو گئے تھے کہ اغوا کار عرب دہشت گرد تھے اس دہشت گردی کا ذمہ دار اسامہ اور القاعدہ ہے۔ یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے کہ اغوا کاروں میں سے ایک کی کار میں عربی زبان میں جہاز اڑانے کی ایک گائیڈ بک ملی، کیا دنیا میں کہیں بھی عربی زبان میں پائلٹ کی تعلیم کے لئے گائیڈ بک ملتی ہے؟ پھر کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک معمولی گائیڈ بک کے ذریعہ بوئنگ اڑائے؟ کیا بوئنگ اڑانے کی تعلیم اور ٹریننگ "صرف ۹۰ دن میں انگلش بولنا سیکھئے" جیسی کتاب ممکن ہے؟

ماہرین اس پر متفق ہیں کہ کسی چھوٹے جہاز سے پائلٹ کی ٹریننگ لینے والا شخص بلکہ ایربس اور بوئنگ ۷۴۷ کا پائلٹ بھی اس طرح کا جہاز نہیں اڑا سکتا جس طرح کے جہاز اا ستمبر کو اغواء کئے گئے، جن عرب نوجوانوں کے نام لئے جا رہے ہیں انھوں نے اس طرح کے جہاز اڑانے کی تربیت کب اور کہاں لی تھی؟

مسٹر لورینس کہتے ہیں کہ میں نے خود چاروں جہازوں کے تمام مسافرین کے اندراجات کا مطالعہ کیا، مجھے ایک بھی عربی نام نہیں ملا۔ وہ کہتے ہیں کہ پراسرار انداز میں حادثہ کے صرف دو روز بعد مسافرین کا پورا ریکارڈ غائب کر دیا گیا۔ ایرلائنس کمپنیوں کا یہ کہنا کہ غالباً پورا ریکارڈ جہازوں کے ساتھ جل گیا۔ انتہائی مضحکہ خیز ہے کیا آفس اور ایرپورٹ کے بجائے ریکارڈ اور اندراجات کی جگہ جہاز ہیں؟

۲۰۰۴ء کے لئے ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف سے عہدۂ صدارت کے امیدوار مسٹر لینڈون نے بالکل بجا کہا ہے کہ جو کچھ ہوا ایک خطرناک سازش کے تحت ہوا، یہ کہنا کہ چند عرب دہشت گردوں نے یہ کیا انتہائی بے عقلی کی بات ہے اس طرح کی کوئی بھی کارروائی اس وقت تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ اندر کے اعلیٰ سطح کے ماہرین اور حساس شعبوں کے ذمہ داروں کا مکمل تعاون اور اتحاد نہ ہو۔

کیا یہ بات سخت تعجب کی نہیں ہے کہ سیکوریٹی اور انٹیلی جینس کے کسی ذمہ دار سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی گئی۔ امریکی حکومت خفیہ ایجنسیوں پر ہر سال اربوں کھربوں ڈالر خرچ کرتی ہے لیکن حکومت نے ان سے کیوں نہیں جواب طلبی کی کہ اتنے بڑے حادثہ کی تم کو کیوں نہیں خبر ہوئی؟

ان امریکی اسکالروں نے اس بات کو بھی اٹھایا ہے کہ صرف طیاروں کو ٹکرا کر ٹاوروں کو مکمل طور پر اور اس مہارت کے ساتھ تباہ نہیں کیا جا سکتا، جب تک کہ پہلے ہی سے ان میں طاقتور دھماکہ خیز مادہ بڑی مقدار میں ماہرانہ انداز میں نہ رکھ دیا گیا ہو۔

مسٹر مارشل پوچھتے ہیں کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ چوبیس گھنٹے بھی نہیں گذرے تھے کہ ملبہ کو ہٹانے کا ٹھیکہ دے دیا گیا۔ اور اس شرط کے ساتھ کہ اسے بغیر کسی تاخیر کے پگھلا دیا جائے گا، ملبہ کی جانچ کا حکم دیا گیا اور نہ کسی طرح کی کوئی تحقیق ہوئی۔

مسٹر لینڈون نے ۲۴ر جولائی سنہ ۲۰۰۱ء کو یعنی ستمبر کے واقعات سے ۴۸ دن پہلے واشنگٹن میں اپنے ایک لکچر میں خبردار کیا کہ اندرون ملک کچھ ایسے طاقتور عناصر موجود ہیں جو تیسری عالمی جنگ بھڑکانا چاہتے ہیں اور ان کے پلان کے مطابق یہ عالمی جنگ مغرب اور اسلام کے بیچ ہوگی، مسٹر لینڈون نے اس جنگ کے مقاصد اور محرکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

ایک نئی دلیل

ابھی حال ہی میں کیلی فورنیا میں ماہرین نے ہوائی جہاز میں ایک نئے ایندھن کا تجربہ کیا جس میں موجودہ ایندھن سے حادثہ کے وقت آگ لگنے اور بھڑکنے کے امکانات بہت کم ہیں، یہ جاننے کے لئے کہ حادثہ کے وقت اس ایندھن سے خسارہ کتنا کم کیا جا سکتا ہے؟ باقاعدہ ایک جمبو میں اس ایندھن کو ڈال کر مسافرین اور پائلٹ اور عملہ کی جگہ ڈمی بٹھا کر ریموٹ کنٹرول سے اڑا دیا گیا، اور اس کو پہلے سے طے شدہ جگہ پر جہاں بڑی بڑی چھریاں کھڑی کی ہوئی تھیں ریموٹ کنٹرول سے اتارا گیا، چھریاں اس لئے تاکہ ٹنکی پھٹ جائے اور صحیح صحیح اندازہ ہو کہ آگ لگتی ہے یا نہیں؟ اور لگتی ہے تو اس پر قابو پایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس تجربے نے یہ ثابت کر دیا کہ ریموٹ کنٹرول سے

کسی بھی جہاز کو اڑایا اور کہیں بھی اتارا جاسکتا ہے، ایسا نہیں کہ سرکاری تحقیقاتی اداروں اور ان کے ماہرین کا ذہن اس طرف نہیں گیا، رائتھون (RAYTHEON) کمپنی (جس نے طیاروں کو زمین سے کنٹرول کرنے کے اس نظام کو مزید فعال بنایا) کے چیرمین اور اس سسٹم کے چیف انجینئر سے ۱۱ر ستمبر کے واقعات میں اس نظام کے رول کے امکانات کے بارے میں پوچھا جاچکا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ خود امریکی اپنے ملک کو تباہ کریں، ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ امریکی مصنف JAMES BOMFORD کی کتاب (BODY OF SECRETS) کا مطالعہ کریں۔ اس کتاب میں مصنف نے واقعات کی روشنی میں یہ بتایا ہے کہ امریکہ میں ایسی طاقتیں موجود ہیں جو ملک کی پالیسی کو اپنی مرضی کے مطابق بنانے اور چلانے کے لیے کچھ بھی کرسکتی ہیں اور ماضی میں اس طرح کی کارروائیاں وہ کرچکی ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں ہر آدمی خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ ۱۱ر ستمبر کے حملوں کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔

اندیشہ

لیکن ان حقائق اور تحقیقات کے سامنے آنے کے بعد مبصرین کو اندیشہ ہے کہ امریکی حکومت کچھ ایسی کارروائیاں کروائے جو حقیقت پر کچھ دنوں کے لئے پھر پردہ ڈال دیں، اور دنیا کی توجہ ان حقائق سے ہٹ جائے۔ بہرحال اس کا اندازہ آنے والے وقت ہی میں ہوسکے گا۔

اپنے بچوں کی معیاری عصری تعلیم اور دینی تربیت کے سلسلہ میں سرپرستوں کو اب مزید پریشانی کی ضرورت نہیں!

آئیڈیل ڈے کم ریسیڈنشیل اسکول (انگلش میڈیم)

شادنگر، ضلع محبوب نگر، اے پی

اس سلسلہ کی آپ کی فکر و پریشانی کا حل پیش کرتا ہے۔

جو تمام عصری تقاضوں، تعلیم و تربیت کے نفسیاتی اصولوں اور جدید سہولتوں سے آراستہ اپنی نوعیت کا منفرد اسکول ہے ___ جو عصری علوم کے ماہرین اور علماء دین کے مشترک غور و فکر اور جد و جہد کا نتیجہ ہے ___ جس میں 1st سے 4th کلاس تک غیر اقامتی اور 5th سے 7th کلاسس تک اقامتی و غیر اقامتی تعلیم کا باقاعدہ نظم ہے۔ (ہر سال مزید ایک کلاس کا اضافہ کیا جائے گا) جس میں OSSC & SSC نصاب اور ذریعہ تعلیم انگریزی ہے ___ قابل اساتذہ، بہترین ایڈمنسٹریشن، پرفضا ماحول اور علم کے ساتھ اخلاق کا سدھار، بقدر ضرورت دینی تعلیم کا لزوم۔ اس کی خصوصیت ہے۔ مزید تفصیلات کیلئے اولین فرصت میں ربط پیدا کریں۔

IDEAL Day Cum Residential School
Ph: 4551674, 6345114
Shadnagar (45 Kms from Hyderabad) Dist Mahboobnagar
City Office: 17-18, Ground Floor, Tirumala Towers, Opp. Andhra Bank, Malakpet. Near CDR Hospitals Hyd-36.

جستہ جستہ

جو چُبھے دل میں وہی تنکے لئے

امین الدین شجاع الدین

جب "کاروانِ زندگی" کے مصنف نے اپنا مقصدِ حیات تحریر فرمایا:

ایک مرتبہ نائر میڈیکل کالج ممبئی کے سالانہ میگزین TONAMEC کے اُس سال کے طالب علم ایڈیٹر ڈاکٹر خلیل نے مشاہیر ملک وقوم کے نام ایک سوال لکھ بھیجا کہ ازراہِ کرم آپ تحریر فرمائیں کہ آپ کا مقصدِ حیات کیا ہے؟ اس سوال کا جواب لکھ بھیجنے والوں میں دنیا کے مشاہیر شامل تھے جن میں ایک نمایاں نام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا بھی تھا۔

اصل جواب انگریزی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہوسکتا ہے: "— میری زندگی کا مقصد اور نصب العین بلکہ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین، کائنات کے خالق و مالک کے حضور مکمل خود سپردگی اور تسلیم و نیاز کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے!

میں زندگی کو ایک امانت سمجھتا ہوں جس کا ہر لمحہ بیش قیمت ہے، دنیا میرے لئے امتحان گاہ ہے اور یہ زندگی ایک آزمائش!

میں اپنے ہر قول و فعل کے لئے خود کو اللہ کے حضور جوابدہ سمجھتا ہوں جس کے سلسلہ میں آخرت میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔

اس لئے میری زندگی کا بنیادی مقصد اپنے رب کی رضا و خوشنودی کا حصول ہے، — اس کی اطاعت و بندگی کے ذریعہ بھی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی راہ سے بھی — سب کے ساتھ منصفانہ و ہمدردانہ رویہ اور تعاون و خیر خواہی کا جذبہ اپنا کر — اور اپنی مقدور بھر صلاحیت کے مطابق نسل انسانی کی وحدت و مساوات اور اس کی عظمت و حرمت کے لئے جد و جہد کے راستے سے بھی —"

کاش کہ حضرت مولاناؒ کے اپنے قلم سے اردو میں بھی یہ تحریر سامنے آپاتی اور ایک "حسنی زندگی" کا مقصد "اسلوب حسنی" میں ہی محفوظ ہوجاتا! بہرحال اس عاجز و درماندہ کے ترجمہ کے الفاظ کے پیچ و خم میں الجھے بغیر قارئین کو صدف و گہر سے مطلب و سروکار ہونا چاہئے —

اس تحریر کا جوہر اور اس کی اصل روح "ہر لمحہ اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس اور آخرت رخی زندگی گزارنے کا مزاج" ہے — یہی وجہ تھی کہ کیا اپنے اور کیا پرائے، حضرت مولاناؒ کے سب ہی اسیر ہوتے چلے گئے، ان سے قریب رہنے والے قریب تر ہوتے چلے گئے اور ان سے محبت کرنے والوں کی محبت، عشق کے درجہ کو پہنچتی چلی گئی — ان کے ایک نیاز مند (جو خود بھی مردِ فاضل ہیں) نے اس عاجز سے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت مولاناؒ کے جذبۂ احسان مندی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی نے کبھی انہیں ایک گلاس پانی بھی پیش کیا تو انہوں نے اس کو بھی یاد رکھا اور اس کے ممنون و شکر گزار رہے۔ حقوق العباد کے سلسلہ میں جو شخصیت اس قدر حساس رہی ہو، وہ حقوق اللہ کے معاملہ میں کس قدر حساس رہی ہوگی، اس کا اندازہ لگانا کچھ زیادہ مشکل نہیں!

یہی وجہ تھی کہ ان کی زندگی بھی قابل رشک رہی اور اللہ نے انہیں موت بھی قابل رشک عطا فرمائی — ہمارے مخدوم و مربی مولانا عبداللہ عباس ندوی (رب کریم ان کو صحت و عافیت عطا فرمائے اور ان کے سایہ کو دراز تر فرمائے) نے ان کی وفات پر لکھا اور اپنے اُس اداریہ کے لئے سیرت پاک سے یہ عنوان بھی خوب منتخب کیا:

طِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ مَيِّتًا

"آپ کی زندگانی عمدہ اور قابل رشک تھی اور آپ کی موت بھی عمدہ و قابل رشک ہے۔"

"دستورِ حیات" اور "کاروانِ زندگی" جیسی کتابوں کے مصنف اور "تحریکِ پیامِ انسانیت" کے بانی کا یہ "مقصدِ حیات" اس لائق ہے کہ وہ ہمہ وقت ہمارے پیشِ نظر رہے اور مشعل راہ بنا رہے، جس میں اللہ کی رضا کے حصول کے راستہ کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے — ہے کوئی جو عشق

کی اس راہ کو اپنانے کا حوصلہ دکھائے! بقول شاعر

عشق ہے پیارے کھیل نہیں ہے
عشق ہے کارِ شیشہ و آہن

حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا ایک انٹرویو

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ، ناظم ندوۃ العلماء سے ۱۰ر مئی ۲۰۰۲ء کو روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی کے نمائندہ نے ایک انٹرویو لیا، اپنے اس انٹرویو میں مولانائے محترم نے مسلمانوں کو درپیش صورتِ حال کے اسباب گنائے، اسباب ظاہری کے ساتھ اسباب باطنی کی طرف بھی مسلمانوں کو متوجہ فرمایا۔ اس حقیقت پسندانہ اور چشم کشا انٹرویو کی حیثیت متن کی ہے اور اس لائق ہے کہ اُسے نہ صرف مکمل پڑھا جائے بلکہ بار بار پڑھا جائے۔ سرِ دست اس کے مندرجات میں سے دو باتوں کا تذکرہ مقصود ہے۔ مولانا نے کہا کہ:

(۱) ''مسلمانوں کی غلطی، سستی اور فرائض منصبی سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے ہی آج مسلمان مشکلات سے دوچار ہو رہا ہے''۔ نیز یہ کہ

(۲) ''آج اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے گمراہ کن پروپگنڈہ برادرانِ وطن کے ذہن میں یقین کی صورت اختیار کر گیا ہے''۔

(۱۳ر مئی ۲ء)

بظاہر یہ دو باتیں ہیں لیکن سچ پوچھئے تو ایک ہی سکہ کے دو رُخ ہیں۔ پہلی بات کو اگر ''عمل'' قرار دیا جائے تو دوسری بات اس کا نتیجہ اور انجام قرار پائے گی۔ یا یوں کہئے کہ اگر پہلی بات مصرعۂ اولیٰ ہے تو دوسری بات مصرعۂ ثانیہ...... یہ امت، امتِ دعوت ہے اور روئے زمین پر اگر اس کے وجود کے باقی رہنے کا کوئی جواز اور اس کی کوئی مضبوط بنیاد ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ یہ امت، امت دعوت کی حیثیت سے اپنا فریضہ نبھائے اور اگر خدانخواستہ وہ اپنے فرضِ منصبی ہی کو بھول بیٹھتی ہے تو اس کے وجود کے باقی اور سلامت رہنے کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے...... اس امت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ انسانوں کو جہنم کی آگ سے ڈرائے اور اس سے خوف دلائے اور اسی دردمندی و دل سوزی اور کرب و بے چینی کے ساتھ وہ اپنا یہ فریضہ انجام دے جیسا کہ اس کام کا حق ہے اور ماضی میں داعیانِ حق نے جس کی روشن نظیریں قائم کر دی ہیں۔

اسبابِ ظاہری کی ہم نفی نہیں کرتے لیکن اس موقعہ پر یہ بات بھی خوب سمجھ لینے کی ہے کہ آج دنیا سے ہمیں ''عداوت'' کا سامنا اور تجربہ اس لئے بھی ہو رہا ہے کہ ہم ''دعوت'' کے اپنے فرض منصبی کو کما حقہ ادا کرنے سے غافل ہو گئے...۔ مقدرات کو کون ٹال سکتا ہے لیکن اگر انسانوں کو جہنم کی آگ سے ڈرانے کے کام کا سلسلہ اخلاص و دردمندی اور بے قراری سے جاری رہتا تو کیا عجب تھا کہ اس کی برکت سے انسان سوزی کی آفتیں اور بلائیں ٹل جاتیں۔

> مقدرات کو کون ٹال سکتا ہے لیکن اگر انسانوں کو جہنم کی آگ سے ڈرانے کے کام کا سلسلہ اخلاص و دردمندی اور بے قراری سے جاری رہتا تو کیا عجب تھا کہ اس کی برکت سے انسان سوزی کی آفتیں اور بلائیں ٹل جاتیں۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اللہ اللہ! کعبہ کی عمارت کے اندر کا یہ سماں!

کعبۃ اللہ اور روضۂ اطہر کے نام میں ہی کیسی لذت وحلاوت اور کتنی کشش وجاذبیت ہے! جہاں لب پہ یہ نام آئیں، بلکہ ان کا تصور وخیال ہی آجائے تو ایک مسلمان کے دل کی کلی کھل اٹھتی ہے، روح سرشار ہو جاتی، دل باغ باغ ہو جاتا اور آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ ڈھونڈے سے بھی کوئی ایسا مسلمان نہ ملے گا جس کے سینہ میں کعبۃ اللہ اور روضۂ اطہر کے دید کی تمنا و آرزو مچلتی نہ ہو۔ اللہ کے گھر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت بلاشبہ بڑے نصیبے کی بات ہے۔ کعبۃ اللہ کا وہ طواف، حجرِ اسود کو وہ بوسہ دیتے لوگ، ملتزم پر چمٹ چمٹ کر اللہ کے حضور وہ روتے بلکتے لوگ...... اللہ اللہ! کیا سماں ہوتا ہے! یہ تو باہر کا منظر ہے...... دل میں اک سوال چٹکی لیتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی عمارت کے اندر کا عالم کیا ہوتا ہوگا، کیسا نور اور جلوہ ہوگا! اس کو دیکھنا نہایت خوش نصیبوں ہی کو نصیب ہوتا ہے......

حال ہی میں محرم ۱۴۲۳ھ میں رابطۂ عالم اسلامی کی چوتھی عالمی اسلامی کانفرنس مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی جس میں مخدومنا المکرم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی نے بھی شرکت فرمائی۔ اطراف عالم سے پانچ سو کے قریب علماء وقائدین نے اس میں شرکت کی اور اس کا موضوع ''اسلام اور عالمی نظام'' (گلوبلائزیشن) چنا گیا تھا، اس مبارک موقع پر اس کے مؤقر مدعوئین کو کعبۃ اللہ کی عمارت کے اندر جانے کا پروانہ بھی دیا گیا ان خوش نصیبوں میں سے ایک مولانا صہیب حسن صاحب بھی تھے، موصوف نے کعبہ کی عمارت کے اندر کے سماں کی منظر کشی جن لفظوں میں کی ہے اسے پڑھئے اور نہ صرف سر دھنئے بلکہ اللہ کے حضور بچشمِ نم دعا وآرزو بھی کیجئے کہ اللہ اس عبارت کے پڑھنے والوں کو بھی اس سعادت سے مشرف فرمائے...... اس کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں۔

مولانا رقم طراز ہیں:...... ''اس مکعب کمرہ کے وسط میں تین ستون ہیں جن کے درمیان بالائی سطح پر ایک تار ایک دیوار سے دوسری دیوار تک تنا ہوا ہے۔ اس تار میں کثیر تعداد میں ظروف لٹکے ہوئے نظر آئے، تانبے، پیتل اور نکل کے یہ ظروف قندیل ہیں یا قندیل نما۔ کسی زمانہ میں مستعمل رہے ہوں گے یا بطور ہدیہ نذر کئے گئے ہوں گے، تار کے عین نیچے فرش پر چند چوبی صندوق نظر آئے جو ان عطریات اور بخور سے مالا مال ہیں جو کعبہ کی اندرونی فضا کو معطر کئے رہتے ہیں، دیواروں کی اندرونی بالائی سطح سبز رنگ کے منقش غلاف سے ڈھکی ہوئی ہے یا یوں کہئے کہ غلاف دیوار پر پیوست ہے۔ حطیم کی جانب کا دایاں کونہ دو دیواروں سے فرش تا چھت بند دکھائی دیا جس کے ایک طرف سونے کے دروازے کی موجودگی کعبہ کے اندر ایک اور بند حجرہ کی نشاندہی کر رہی تھی۔ دروازہ کے ساتھ بائیں جانب کتبہ کی موجودگی نے اس عقدے کو حل کیا یہ کتبہ بتا رہا تھا کہ شاہ خالد بن عبدالعزیز کے عہد میں سال ۱۳۹۷ھ کعبہ کی سیڑھی کی تجدید کی گئی۔ اس سے مراد وہ گول آہنی سیڑھی ہے جو صفائی کرنے والوں کو کعبہ کی چھت تک لے جاتی ہے اور جس سے یہ حجرہ زائرین کی نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے''۔

لداخی زبان میں ترجمۂ قرآن

میرے رفیق وہمدم دیرینہ مولانا محمد عمر لداخی ندوی کا چند دنوں قبل ایک خط لیہہ لداخ سے موصول ہوا۔ وہ جامع مسجد لیہہ کے امام ہیں، اللہ نے ان میں بہت سی خوبیاں رکھی ہیں جن میں راقم کے نزدیک ان کی بنیادی خوبی ''بے قراری'' ہے، اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ دین حنیف کی اشاعت وسربلندی کے لئے!! ع

خدا کی دین ہے جس کو نصیب ہو جائے

اپنے خط میں انھوں نے ایک خوشخبری سنائی ہے، لداخی زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ کے آغاز کی خوشخبری! انھوں نے لکھا ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ وہ اپنے ایک لداخی دوست لاما چک پانڈے کے تعاون سے منتخب آیاتِ قرآنی کا ترجمہ شروع کر چکے ہیں۔ توقع ہے کہ ان شاء اللہ دو ماہ کی مدت میں اس کی پہلی جلد مکمل ہو جائے گی۔ لداخی زبان کے سلسلہ میں انھوں نے اپنے خط میں بڑی معلوماتی باتیں لکھی ہیں مثلاً یہ کہ لداخی زبان بلتی (Balti) زبان سے ملتی جلتی (Akin) زبان ہے جو پاکستان کے شمالی حصہ بلتستان (Baltistan) میں بولی جاتی ہے نیز یہ کہ لداخی زبان کا رسم الخط (Script) تبتی (Tibetan) زبان جیسا ہے اور تبتی زبان سکم، بھوٹان اور ہمالیائی خطے کے کئی حصوں میں رائج ہے اس لئے خود لداخی زبان ہماچل پردیش کے لاہول (Lahoul) اسپیتی (Spiti) کے پدر (Padar) اور نیپال کے مستنگ (Mustang) علاقوں میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

اسلام کے لئے طے ہے کہ اس کا پیغام ایک ایک گھر اور ہر ایک در تک ان شاء اللہ پہنچ کر رہے گا اب یہ مولانا عمر لداخی کی خوش بختی ہے کہ ترجمۂ قرآن کا یہ قرعۂ فال ان کے نام کھل رہا ہے اور اس طرح یہ اعزاز ایک ندوی فاضل کے حصہ میں آرہا ہے۔ خدا انہیں ہمت وحوصلہ اور استقامت بخشے اور اس اہم مگر نازک کام میں ان کا حامی وناصر ہو۔ ان سے قبل حاجی عبدالرحیم صاحب ملک نے لداخی زبان میں پہلے پارہ کا ترجمہ کیا تھا مگر وہ مکمل نہ ہو سکا تھا، خدا کرے کہ مولانا عمر ندوی کے ہاتھوں نہ صرف یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے بلکہ وہ لداخی زبان میں دینیات کا بنیادی لٹریچر منتقل کرنے کا بھی بیڑہ اٹھائیں، نیّا کو پار لگانے والا تو اللہ ہی ہے!!

☆☆☆

امریکہ میں اسلامی لٹریچر کی مانگ بڑھ گئی

۱۱ ستمبر کے بعد امریکہ میں اسلام سے دلچسپی میں اضافہ ہو گیا

تحریر: ● حسین امین

امریکہ کی مسلم تنظیمیں اسلامی لٹریچر کی بہت بڑے پیمانے پر تیاری اور غیر مسلم شہریوں میں تقسیم کرنے میں آجکل جتنی مصروف ہیں اتنی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔

امریکہ میں عالمی راجدھانی، گیٹ وے آف امریکہ اور "ملٹنگ پاٹ" کے نام سے جانے جانے والے شہر نیویارک کے سب سے خوبصورت اور سب سے چھوٹے نیز عالمی حیثیت کے سب سے عظیم جزیرے (برو) مین ہٹن میں گرین ٹاور کے نام سے معروف ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی "جڑواں عمارت" پر حملہ کے بعد سے جس کے لئے صدر بش نے بغیر کسی ثبوت اور تفتیش کے اسلامی دہشت گردی سے تعبیر کرتے ہوئے اسامہ بن لادن نام کے ایک شخص کو مورد الزام قرار دیکر اس کی تلاش میں افغانستان پر حملہ کر دیا۔ امریکہ کے شہریوں میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور یہ جاننے کا شوق و تجسس اچانک بڑھ گیا کہ دہشت گردی کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے۔

یہ بات ہندوستانی نژاد امریکی ماہر امراض اطفال ڈاکٹر عزمان امین نے بتائی جو حال ہی میں لکھنؤ آئے ہوئے تھے، انھوں نے کہا کہ "ڈبلو. ٹی. سی" پر حملہ نے سارے امریکہ کو ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کو دم بخود کر دیا تھا۔ اور امریکہ میں فطری طور پر رد عمل میں مسلم شہریوں کو نشانہ بنایا گیا، یہاں تک کہ سکھوں کو بھی، لیکن امریکی عوام میں احساس کا مادہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ انھوں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ گرین ٹاور کے معاملے میں تمام مسلمان کیسے ذمہ دار ہو سکتے ہیں، خود انتظامیہ کی سطح پر بھی یہی احساس ہوا۔ اس نے دیکھا کہ امریکی مسلمان اس واقعہ سے اتنا غمزدہ ہیں جتنا کہ غیر مسلم شہری۔ چنانچہ رد عمل پر فوراً قابو پا لیا گیا اور اب حالات پہلے کی طرح نارمل ہیں اور امن ہے۔ انتظامیہ میں مسلمانوں کے بارے میں احساس کی عکاسی اس وقت ہوئی جب واشنگٹن میں دعائیہ اجتماع میں صدر بش نے مسلم تنظیموں کے ذمہ داروں کو مدعو کیا۔ اور خود نیویارک میں ریاست کے گورنر اور نیویارک کے میئر نے ۲۳ ستمبر کے دعائیہ اجتماع میں مسلم رہنماؤں اور علماء کو نہ صرف مدعو کیا بلکہ ان کی حیثیت کے لحاظ سے نشستوں کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر نیویارک ریاست کے شہر بفیلون کی مسجد کے امام فجری انصاری نے اذان کہہ کر پورے اجتماع کو متاثر کیا تھا۔ اور اذان کے ذریعہ یہ پیغام دیا تھا کہ مصیبت کے وقت اسی کو یاد کرو۔ اس موقع پر مسلم رہنماؤں نے کہا تھا کہ یہ واقعہ غیر اسلامی تھا۔ اور جو اس کے ذمہ دار ہیں وہ بے عقیدہ ہیں

ڈاکٹر عزمان نے بتایا کہ امریکہ بھر میں مسلم تنظیموں کے پاس اسلامی لٹریچر کے لئے زبردست طلب ہے اور ان کو لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر چھپوانا پڑا۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے، انھوں نے کہا کہ امریکی غیر مسلموں میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا نہ صرف شوق ہے بلکہ وہ جب اطمینان کر لیتے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے اور ایک نجات دلانے والا مذہب ہے تو ان کو اسلام قبول کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ پچھلے چند ماہ میں بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے اور وہ بھی اسلام کو سمجھنے کے بعد۔

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

امام حرم شیخ عمر السبیل رحمہ اللہ

فقہ حنبلی کے ایک ممتاز عالم

● سید محمود حسن حسنی ندوی

حرم شریف مسلمانوں کا قبلۂ دید و دل ہے اس کا نام آتے ہی بندہ مومن کے دل میں شوق و وارفتگی کے جذبات انگڑائی لینے لگتے ہیں اور وہاں کی خاک کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے اور وہاں کے رہنے والوں کو شوق بھری نگاہوں سے دیکھنے کے لئے دل مچلنے لگتا ہے اور جب وہاں کے عام لوگوں کے لئے یہ جذبات محبت پائے جاتے ہیں تو اس شخصیت سے کیا والہانہ تعلق ہوگا جس کو حرم پاک میں بیت اللہ شریف کے روبرو کھڑے ہو کر امامت کا شرف حاصل ہو۔

شیخ عمر السبیل انہیں خوش نصیبوں میں سے تھے جو حرم شریف میں امامت کا فریضہ انجام دے رہے تھے، جن کی اچانک طائف میں ایک کار حادثہ کے بعد یکم محرم الحرام ۱۴۲۳ھ کو ۴۴ سال کی عمر میں وفات ہو گئی" اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم کے حادثۂ وفات پر پوری مملکت سعودیہ عربیہ میں غم کی فضا چھا گئی اور ائمہ حرم بالخصوص ان کے والد ماجد شیخ عبداللہ السبیل پر اس حادثہ کا جو اثر پڑا ہوگا اس کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس شرف و محبوبیت ہی کی وجہ سے ان کی نماز جنازہ اور تدفین میں مسلمانوں کا غیر معمولی ہجوم تھا۔

شیخ عمر خانہ کعبہ کے امامت کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق، تواضع و انکساری، صدق و امانت، تقویٰ و انابت، علم و معرفت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے، الفت و محبت، نرمی و رحمدلی اور ہمدردی کا جذبہ ان کے خمیر میں تھا، یہی وجہ تھی کہ محتاجوں، مظلوموں اور علم دین حاصل کرنے والوں (طلباء) کی امداد اور تعلیم و دعوت کی خدمت میں ان کے شب و روز گذرتے تھے،

موصوف حرم مکی میں استاذ بھی تھے اور فقہ حنبلی کے ایک ممتاز عالم بھی تھے، حنبلی مسلک کے رجال و کتب کے اچھے واقف کار اور تاریخ کا اچھا ذوق رکھنے والے تھے۔ مکہ مکرمہ اور کعبۃ اللہ کی معلومات کا ان کے پاس ذخیرہ تھا، ممتاز علماء سے انھوں نے علم حاصل کیا، مسجد حرام میں حفظ مکمل کرنے کے بعد درسیات کی طرف آئے اور اپنے عم نامدار شیخ عبدالعزیز السبیل" اور مفتی اعظم سعودیہ عربیہ شیخ عبدالعزیز بن باز" ممتاز عالم شیخ عبداللہ بن حمید سے اہم کتابوں کا درس لیا۔ شیخ عبدالفتاح المکی سے علم الفرائض اور شیخ سعید حموی سے علم قرأت حاصل کیا، صحیح البخاری محدث کبیر شیخ عبداللہ صومالی سے پڑھی

مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض گئے جہاں سے ۱۴۰۲ھ میں بی اے کیا اور پھر جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ آکر ماجستر (ایم اے) کی ڈگری لی اور "احکام اللقیط فی الفقہ الاسلامی" کے عنوان سے مقالہ لکھا جو کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے، اور شیخ عبدالرحیم الزریرانی الحنبلی (م ۱۱۴۱ھ) کی کتاب "ایضاح الدلائل فی الفرق بین المسائل" کو پی ایچ ڈی کا موضوع بنایا اور جامعہ ام القریٰ سے ہی ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی،

شیخ عمر السبیل قصیم (سعودی عرب) کے ایک اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ تھے ۱۹۵۸ء میں پیدا ہوئے، تعلیمی مراحل طے کرنے کے بعد تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ اور تا حال وہ جامعہ ام القریٰ (مکہ مکرمہ) میں کلیۃ الشریعۃ میں پروفیسر اور اس شعبہ کے وہ نگراں بھی رہے،

۱۴۱۳ھ میں مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے ان کی امام و خطیب کی حیثیت سے وابستگی ہوئی جو ۱۴۲۲ھ کے حج کے ایام تک رہی، اس طرح انھیں تقریباً دس سال حرم شریف کی خدمت کا موقع ملا۔ اور امت نے خاطر خواہ ان سے استفادہ کیا، وہ داعیانہ مزاج رکھتے تھے، دنیا کے مختلف ملکوں میں وہ حرم کا پیغام سنانے گئے، وہ اپنے والد امام و خطیب حرم مکی شیخ محمد بن عبداللہ السبیل کے ساتھ ہندوستان بھی تشریف لائے تھے اور ندوۃ العلماء میں وقت گذارا تھا۔ اس

وقت شیخ محمد السبیل امور حرمین شریفین کے رئیس (ذمہ دار اعلیٰ تھے)

علماء و مشائخ اور خادمین دین و ملت کی ان کے دل میں بڑی قدر و منزلت تھی بالخصوص حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہٗ سے بڑی عقیدت و محبت کا تعلق رکھتے تھے ان کی مجلسوں میں ان کا اظہار ہوتا تھا اور ان کی وہ تحریر بھی اس کے لئے شاہد عدل ہے جو انھوں نے دارالعلوم حیدرآباد کے عربی مجلہ "الصحوة الاسلامية" کے اس خصوصی شمارہ کے لئے بھیجی تھی جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہٗ کے متعلق تھی۔ اور جس کا اظہار ان کے اس تعزیتی مکتوب سے بھی ہوتا ہے جو انھوں نے حضرت علیہ الرحمہ کی وفات پر ان کے اہل خاندان اور ندوۃ العلماء کے ذمہ داران کو روانہ کیا تھا اور جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ "ہم آپ سے تعزیت کرتے ہیں اور خود اپنے سے بھی اور تمام مسلمانوں سے اس لئے کہ انھوں نے اسلام کے جھنڈے کو عالمی سطح پر بلند کیا تھا۔" وہ حضرت مولاناؒ کی فکر اور دعوتی نہج و اسلوب کو عالم اسلام کے لئے سب سے زیادہ مفید سمجھتے تھے اور ان کی شخصیت کو عالم اسلام کی عبقری اور محبوب ترین شخصیت خیال کرتے تھے۔ انھیں موجودہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہٗ سے بھی ربط و تعلق تھا۔ وہ انھیں حضرت مولانا علیہ الرحمہ کا صحیح جانشین سمجھتے اور ان کی خیریت لیتے۔ سلام کہلاتے اور ان کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرتے تھے۔

وہ بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ اسی لئے وہ اپنے متعلقین اور عام مسلمین میں بڑے محبوب اور عزیز رہے، ملت کا درد انھیں حاصل تھا۔ مسلمانوں کے مسائل سے انھیں گہری دلچسپی تھی، اور دینی و ملی کاموں کو فروغ دینے کا ان کے اندر بڑا جذبہ تھا۔ چنانچہ ان کے ذریعہ سے دینی تحریکات اور تعلیمی اداروں کو خاصا نفع پہونچتا تھا۔ اور اس میں ان کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا، جس کی صحیح نوعیت اور کیفیت، ان کی وفات کے بعد معلوم ہوئی۔ ان کے کریمانہ اخلاق کا یہ حال تھا کہ ایک عام آدمی بھی ان سے ملتا تو وہ بڑی بشاشت سے پیش آتے، اور ان کے پاس کوئی اپنا کام یا ضرورت لیکر جاتا تو وہ اس کے پورا کرنے کی کوشش کرتے چونکہ ان کا اثر و رسوخ تھا اس لئے وہ ضرورت پوری ہی ہو جایا کرتی تھی۔

ان کی وفات ملت کے لئے ایک بڑا خسارہ ہے اور ان کے اہل خاندان کے لئے سخت صدمہ کا باعث ہے خصوصاً شیخ محمد بن عبداللہ السبیل (ادام اللہ ظلہٗ علینا) کے لئے کہ انھیں اپنی اس پیرانہ سالی میں اپنے جواں سال اور باکمال فرزند کا غم اٹھانا پڑا، یہ ان کا کمال ہے کہ انھوں نے اس سخت صدمہ کو برداشت کیا۔ بیت اللہ شریف کے سایہ میں خود نماز جنازہ پڑھائی عصر کا وقت تھا، اور پھر العدل قبرستان (مکہ مکرمہ) میں سپرد خاک کیا۔

اس موقع پر شیخ مرحوم کی وہ بات یاد آتی ہے جو انھوں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر کہی تھی کہ "واقعہ بڑے سخت صدمہ کا ہے" صدمہ کو جو چیز ہلکا کرتی ہے وہ یہ کہ انھوں نے جمعہ کے مبارک دن میں رمضان کے مبارک مہینہ میں وفات پائی اور ان کی حرمین شریفین میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی،

ایسے ہی کچھ سعادت ان کے بھی حصے میں آئی کہ یکم محرم الحرام کو جمعہ کے دن عصر و مغرب کے درمیان مبارک وقت میں اپنے مالک حقیقی سے جاملے، اور ان ہی امام صاحب (شیخ محمد ابن عبداللہ السبیل دام ظلہٗ) نے جنھوں نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی حرم شریف میں غائبانہ نماز پڑھائی تھی ان کے جنازہ کی بھی نماز پڑھائی

اللہ تعالیٰ شیخ مرحوم کو درجات عالیہ پر فائز کرے اور ان کی خدمات و حسنات کو قبولیت بخشے، آمین۔

> ابرِ رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
> حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

عطاء الرحمٰن ندوی کو ممبئی یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی

عطاء الرحمٰن صاحب ندوی مقیم حال دوحہ قطر نے "اردو شاعری میں اسلامی تلمیحات" کے موضوع پر ممبئی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہے، انھوں نے اپنا یہ مقالہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی کی نگرانی میں تیار کیا ہے جس نے ان کو ۲ر فروری ۲۰۰۲ء کو ممبئی یونیورسٹی نے مذکورہ موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی

سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س:۔ نماز کی حالت میں پنکھے یا آستین سے ہوا لینا کیسا ہے؟

ج:۔ عمل کثیر (بغل میں نماز پڑھنے والا اس کے بار بار حرکت کرنے کو محسوس کرنے لگے) نہ ہونے کی صورت میں مکروہ ہے، اور اگر عمل کثیر ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

س:۔ غیر مسلموں سے دودھ خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ جب تک ناپاکی کا علم نہ ہو اس کا خریدنا جائز ہے۔

س:۔ کفار کے ساتھ مل کر تجارت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:۔ کافر کے ساتھ تجارت کر سکتے ہیں بشرطیکہ سودی کاروبار نہ ہو۔

س:۔ اگر کوئی شخص نماز میں اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ کے بجائے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ پڑھ دے تو نماز درست ہو جائے گی؟

ج:۔ قصداً ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور سہواً اس طرح پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہو گی۔

س:۔ ٹوپی لگا کر نماز پڑھنا آداب میں شامل ہے یا بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس سلسلہ میں حکم شرعی کیا ہے؟

ج:۔ ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر عاجزی کے اظہار کے لئے ہو تو جائز ہے۔

س:۔ اگر کوئی شخص نماز میں ہو اور دوسرا نماز کے باہر آیت سجدۂ تلاوت کرے تو سننے والے نمازی پر کیا حالت نماز میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا واجب ہے؟

ج:۔ اگر کوئی شخص نماز میں ہو اور دوسرا شخص نماز کے باہر آیت سجدۂ تلاوت کرے تو سننے والے نمازی پر حالت نماز میں سجدہ کرنا واجب نہیں ہے نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے۔

س:۔ نماز کے بعد سرًّا (خاموشی سے) دعا کرے یا جہرًا (بآواز بلند)؟

ج:۔ نماز کے بعد سرًّا یا جہرًا دونوں طرح سے دعا کرنا جائز ہے۔ البتہ سرًّا (خاموشی سے) دعا کرنا افضل ہے۔

س:۔ مسجد میں رات کو اجتماعی طور پر تاریکی کر کے دعا کرنا کیسا ہے؟

ج:۔ مسجد میں رات کو اجتماعی طور پر تاریکی کر کے دعا کرنے کی کوئی اصل شرعی نہیں ہے، یہ بدعت ہے اس طریقے پر دعا نہ کرنا چاہیئے۔

س:۔ کیا چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھ سکتے ہیں جبکہ قبلہ بدلتا رہتا ہے؟

ج:۔ ہاں! چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نماز شروع کرتے وقت قبلہ رو کھڑا ہو اور پھر اگر ٹرین مڑتی ہے اور مڑنے کا علم ہو جائے اور گھوم سکتا ہے تو گھوم جائے ورنہ جس طرح کھڑا ہے اسی رخ پر نماز ہو جائیگی،

س:۔ کیا بچے بغیر وضو کے قرآن مجید چھو سکتے ہیں؟

ج:۔ ہاں! بچے بغیر وضو کے قرآن مجید چھو سکتے ہیں۔

س:۔ مچھلی کا خون اگر کپڑوں میں لگ جائے تو کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں؟

ج:۔ مچھلی کا خون اگر کپڑے میں لگ جائے تب بھی کپڑا پاک رہے گا ناپاک نہ ہوگا۔ مچھلی میں خون نہیں ہوتا ہے وہ سرخ رنگ کی رطوبت ہے۔

س:۔ کاغذ سے استنجا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ ہے اور جو کاغذ خاص استنجاء کے لئے بنایا جاتا ہے مثلاً ہوائی جہاز میں پانی نہ ملتا ہو اور جہاں اسی کاغذ سے استنجاء کرنے کی مجبوری ہو تو استعمال کی گنجائش ہے۔

س:۔ کیا ضرورت پڑنے پر جوتے پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج:۔ ہاں! بوقت ضرورت جوتے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے (جب کہ جوتے میں گندگی نہ لگی ہو) سعید ابن یزیدؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت انسؓ سے دریافت کیا گیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے، تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ (مسلم)

س:۔ جمعہ کی دوسری اذان کب سے شروع ہوئی؟

ج:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے تک جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی، حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جب مدینے کی آبادی بڑھ گئی تو آپ نے ایک اور اذان کو جاری فرمایا۔ اس کے بعد سے آج تک اسی کے مطابق اذان ہو رہی ہے۔

> زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
> کہ نطق نے بوسے مری زباں کے لئے
>
> غالبؔ

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

ندوۃ العلماء کی مجلس منتظمہ کا جلسہ

بین الاقوامی حیثیت کی حامل علمی، ادبی، تعلیمی، تربیتی اور عظیم دینی درسگاہ دار العلوم ندوۃ العلماء کی مجلس منتظمہ کا سالانہ جلسہ ندوۃ العلماء کے سلیمانیہ ہال میں جناب مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ کی صدارت میں ۱۴ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ اپریل ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا، جس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے اپنی مؤثر اور جامع رپورٹ میں تعلیمی، دعوتی، اصلاحی کوششوں اور اسلام مخالف سازشوں کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور آئندہ کا لائحہ عمل بھی پیش کیا۔ ندوۃ العلماء کے اس جلسہ میں ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور مولانا سید نظام الدین صاحب کے علاوہ ملک کے دور دراز علاقوں سے مشقت۔ سفر برداشت کرکے ارکان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر معتمد تعلیم مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی جلسہ میں اپنی علالت کے سبب شریک نہ ہوسکے، جسے جلسہ میں بہت محسوس کیا گیا۔

مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی کی علالت

جناب مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیم جو کچھ دنوں سے بیمار چل رہے ہیں حال ہی میں جرمنی کے شہر میونخ تشریف لے گئے تھے۔ مقصد مرض کی تحقیق اور مناسب علاج تھا۔ وہاں ہومیو پیتھک سنٹر میں چند دن داخل رہے اور پھر اپنے مستقر مکہ مکرمہ واپس تشریف لے آئے اللہ کا شکر ہے کہ طبیعت مائل بہ اصلاح ہے۔ قارئین کرام سے ان کے شفائے کامل وعاجل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مولانا کی کمی اِدھر بہت محسوس کی گئی خاص طور پر اُن دنوں جب ندوہ کی مجلسِ انتظامیہ کا جلسہ ہونے والا تھا۔ جلسہ میں اُن کی سفارشات کو بہت اہمیت دی جاتی رہی ہے جو ہمیشہ اساتذہ اور طلبائے دار العلوم کے مفاد میں ہوتی تھیں۔ اپنے قیام میں وہ ایک طرح سے مرجع خاص وعام رہتے ہیں۔ اپنے مشفق اور مربی حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اُن کا دربار بھی ہر خاص و عام کے لئے کھلا رہتا رہا ہے۔ عصر کے بعد مہمان خانہ کے سامنے جو دانشوروں کے بیچ میں وہ علم کے موتی رولتے رہے ہیں۔ ایک سے ایک علمی نکات وہ اپنے مخصوص، بے تکلفانہ انداز میں بیان کرتے رہے ہیں۔ ان کے نہ ہونے سے یہ محفلیں سونی لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد اُن کو ہمارے درمیان لائے یہ سارے متوسلین ندوہ کی دعا ہے۔

ششماہی امتحان

بفضلہ تعالیٰ دار العلوم ندوۃ العلماء کا تعلیمی سال شوال سے شروع ہوکر نصف مرحلہ طے کر چکا اور اب ۲۳ر مئی ۲۰۰۲ء سے ششماہی امتحان کا آغاز بھی ہوچکا ہے۔ دار العلوم کے اساتذہ اور ذمہ داران اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ امتحان کی کارروائیوں میں مصروف ہیں، یہ امتحان ۹ر مئی ۲۰۰۲ء تک ہوں گے، اس کے بعد موسم گرما کی یکم جون سے ۳۰ر جون تک تعطیل رہے گی۔ اور امتحان کا دوسرا مرحلہ تین جولائی سے شروع ہوجائے گا۔ تاکہ طلباء وقت پر حاضر ہوجائیں اور تعلیم کا نقصان نہ ہو۔

ایک علمی دعوتی اصلاحی سفر

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء مع تین رفقائے سفر مولانا سید محمد واضح رشید صاحب ندوی، الحاج عبدالرزاق صاحب، شاہد صاحب ۳ر مئی کو جامعہ گلزار حسینیہ اجراڑہ میرٹھ کی صد سالہ تقریبات میں مولانا عبداللہ مغیثی صاحب کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ ۴ر مئی کو لکھنؤ واپسی ہوئی اور ۵ر مئی کو مالیگاؤں براہ بھوساول روانگی ہوئی چھ مئی کی شام کو مالیگاؤں پہونچے جہاں جامعہ تعلیم البنات کے جلسہ ختم بخاری میں شرکت کرنی تھی۔ یہاں متعدد پروگراموں میں شرکت فرماکر ۹ر مئی کو پونہ روانگی ہوئی وہاں کئی اچھے پروگرام ہوئے، ۱۱ر مئی کو پونہ سے بمبئی روانگی ہوئی جہاں بابو بھائی مہتا کے داماد کے حادثۂ وفات پران کی تعزیت اور حضرت مولانا ابرار الحق صاحب کی عیادت فرمائی۔ اور اسی دن دہلی روانہ ہوکر جامعہ ہمدرد کی کورٹ کی میٹنگ میں شرکت فرماکر ۱۴ر مئی کو لکھنؤ تشریف لائے اس دعوتی سفر کی تفصیلات آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

مطالعہ کی میز

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ نگار: ● ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی

نام کتاب: غبار کارواں
مصنف: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
صفحات: ۲۳۴، سائز $\frac{22 \times 18}{8}$
خوبصورت سرورق عمدہ کاغذ بہترین کمپوزنگ
قیمت: ۷۰/- ستر روپے
ناشر: عالمی رابطہ ادب اسلامی ندوۃ العلماء
پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ
ملنے کا پتہ: مکتبہ ندویہ دار العلوم ندوۃ العلماء
پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

اس کتاب میں ۳۲ مضامین ہیں اور سب ادبی موضوعات سے متعلق ہیں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اس کتاب میں ادب کی تفہیم، تقسیم ادب اسلامی کی اصلاح، ادب کی اثر انگیزی اور طاقت، مغرب کی ادبی تحریکات اور ادبی نظریات، ادب کے تعمیری اور تخریبی پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے، علامہ سید سلیمان ندوی کی کتاب "ارض القرآن" اور علامہ شبلی کی کتاب "الفاروق" کا تعارف کتاب کے وقیع مضامین ہیں، اسی طرح سے حمد و مناجات کی ادبیت اور حدیث شریف کا ادبی امتیاز رشحات قلم کا نمونہ ہیں۔ پوری کتاب اس لائق ہے کہ مدرسی نصابوں میں خاص طور سے پڑھی جائے تاکہ ادب کی اہمیت و قیمت کا پورا اندازہ ہوسکے اور اسے مسند سخنوراں کی چٹنی نہیں سمجھا جائے، یہ مجاہد کا ہتھیار اور مرد غازی کی تلوار ہے اور کارزار حیات میں اس سے بیگانہ رہنا خطرات کو دعوت دینا ہے اگر دنیا میں میر میداں اور میر لشکر بن کر رہنا اور نظریات اور افکار کی دنیا میں غنیم کا مقابلہ کرنا ہے تو اہل دین کے لئے اس سے مفر نہیں۔

کتاب کا دامن معانی کی کثرت سے گراں بار ہے اور قاری کو یہ احساس ہوتا ہے کہ افکار کے موتیوں سے اس کا دامن بھرتا جارہا ہے، وہ ایک ایسے پاک نہاد نیک سرشت معلم کے سامنے کھڑا ہے جو شفیق اور مہربان ہے۔ اس کا مقصد تعلیم دینا ہے رعب جمانا نہیں۔ تلقین کرنا ہے مخاطب کو مسحور یا مبہوت کرنا نہیں۔ اسلوب میں بے تکلفی ہے تصنع اور تکلف نہیں۔ شریفانہ تحریر شریفانہ شخصیت کی آئینہ دار۔ مولانا شروع سے عالم اور معلم رہے ہیں اور تحریر میں اس کا واضح رنگ ہے۔ مولانا کی متعدد کتابیں ادب کے بارے میں عربی زبان میں آچکی ہیں اردو زبان میں وہ وقیع کتابوں کے مصنف ہیں لیکن خاص اردو ادب کے موضوع پر مولانا کی یہ غالباً پہلی کتاب ہے اور یہ سہ ماہی ادبی رسالہ "کاروانِ ادب" کے اداریوں اور دیگر مضامین کا مجموعہ ہے اور اسی مناسبت سے کتاب کا نام "غبارِ کارواں" رکھا گیا ہے۔ یہ غبار خاطر بھی ہے اور کاروانِ خیال بھی۔ مولانا کی نیک، شریفانہ اور ادبی قیادت میں رابطہ ادب اسلامی کی تحریک بلند مقامی تیز گامی اور نیک نامی حاصل کر رہی ہے۔

یہ تصنیف لطیف ادب اسلامی کی تحریک کی تاریخ بھی ہے اور اس کی تشریح بھی مولانا نے عرض مصنف میں تواضعاً لکھا ہے کہ اصطلاحی لحاظ سے ادب کی حیثیت نہیں رکھتا لیکن یہ تبصرہ ادب کا فرض انجام دیتا ہے۔ مشہور عرب ادیب ڈاکٹر طہٰ حسین نے ادب کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک ادب انشائی اور دوسرا ادب وصفی۔ اس روشنی میں مولانا کی تحریریں ادب کے زمرہ میں داخل ہیں۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی نے اپنے مقدمہ میں کتاب کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے۔ انھوں نے بجا طور پر اسلوب کو سہل ممتنع قرار دیا ہے۔ مولانا اپنے مضامین میں انشا پردازی کی دکان سجانے کی کوشش نہیں کرتے ہیں اور نہ صنعتوں کے گل بوٹے ٹانکتے ہیں۔ نہ استعاروں کا رنگ بھرتے ہیں۔ مولانا کی تحریر پڑھ کر پر تکلف چمن بندی کے بجائے قدرتی آب و ہوا کا گمان ہوتا ہے اور یہ شعر زبان پر آتا ہے

تکلف سے بری ہے حُسن ذاتی
قبائے گل میں گل بوٹے کہاں ہیں

نعتِ پاک

● مجیب بستوی

میری حیات فخر رسولاں تمہیں تو ہو
گویا چراغ شام غریباں تمہیں تو ہو
رازِ چمن تو رنگِ گلستاں تمہیں تو ہو
یعنی نمودِ فصلِ بہاراں تمہیں تو ہو
جو جادۂ حیات پہ رہبر ہمیں چلا
وہ رہنمائے جادۂ ایماں تمہیں تو ہو
اپنے مجیب پر بھی ذرا چشمِ التفات
رازِ حیات رحمتِ یزداں تمہیں تو ہو

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ مدرسہ چشمۂ فیض ململ میں ایک تعلیمی سیمینار

ابو المعظم ندوی

۱۹ ر ۲۰ ر اپریل کو شمالی بہار کے قدیم ترین مدرسہ چشمۂ فیض ململ ضلع مدھوبنی میں ایک تعلیمی سیمینار منعقد ہوا جس میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اساتذہ اور امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ کے ناظم اور قاضی اور متعدد دیگر علماء کرام شریک ہوئے۔ دارالعلوم کے اساتذہ میں مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مولانا محمد خالد غازی پوری ندوی مولانا عبدالقادر ندوی گجراتی، اور مولانا نذر الحفیظ ندوی نے شرکت کی۔ امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن صاحب قاسمی اور مظفر پور کے ممتاز عالم مولانا محمد قاسم صاحب کے علاوہ ویشالی و دربھنگہ سے مولانا ثناء الہدیٰ اور مولانا محمود الحسن صاحب نے بھی شرکت کی اس دو روزہ تعلیمی سیمینار کے موقع پر پیام انسانیت کا بھی ایک جلسہ رکھا گیا۔ اس میں مدھوبنی کے مختلف کالجوں اور اسکولوں کے غیر مسلم اساتذہ اور متعدد غیر مسلم سیاستداں موجود تھے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہندی و انگریزی تصنیفات کی اس موقع پر نمائش بھی لگائی گئی تھی۔ غیر مسلموں کو کتابوں کے ہدیئے بھی پیش کئے گئے۔

تعلیمی سیمینار میں جو موضوعات زیر بحث آئے ان میں مندرجہ ذیل عنوانات پر مقررین نے اپنے خیالات ظاہر کئے۔ کیا مدارس دہشت گردی کا اڈہ ہیں؟ بہار کے دینی مدارس (ماضی و حال کا جائزہ) بہار کے سرحدی اضلاع کے مدارس، کیا دینی مدارس میں عصری مضامین کو داخل کیا جائے، بہار کے مسلمانوں میں تعلیم کا تناسب حکومت ہند کا تعلیمی بجٹ اور ہندوستان پر اس کے اثرات"

مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی صدارت میں یہ تعلیمی سیمینار منعقد ہوا۔ مولانا نے اپنی صدارتی تقریر میں ان تمام نکات پر سیر حاصل گفتگو کی جو فاضل مقررین نے اٹھائے تھے، سیمینار کے آغاز میں مدارس دینیہ کے خلاف کے جانے والے پروپیگنڈے کے اسباب و محرکات کا ایک اجمالی جائزہ لیا گیا۔ اور بتایا گیا کہ امریکہ نے یہودیوں کے اشارے سے یہ مہم چلائی ہے تاکہ مسلمانوں کو اسلام کی روح سے محروم کردیا جائے۔ اس لئے ہمیں چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

سیمینار کے پہلے دن مدرسہ چشمۂ فیض ململ کے زیر اہتمام چلنے والے "مدرسہ جامعۃ فاطمۃ الزہراء کی بچیوں کو بخاری ختم کرائی گئی اس کے بعد انہیں ردائے فضیلت اور حدیث کی سند دی گئی، مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری اور مولانا محمد خالد صاحب ندوی نے بخاری کی آخری حدیث کا درس دیا۔ بعد مغرب مدرسہ چشمۂ فیض کے طلبہ کا تعلیمی مظاہرہ ہوا جس میں بچوں نے اردو، عربی، انگریزی اور ہندی میں تقریریں کیں، بعد نماز عشاء سے فجر کی اذان تک یہ جلسہ جاری رہا۔ آج کے خصوصی مقرر مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا محمد خالد صاحب ندوی تھے، مقررین کو سننے کے لئے بڑی تعداد میں لوگ مختلف علاقوں سے آئے تھے۔ دونوں دن کے جلسوں میں بڑے شوق سے لوگ شریک ہوئے، مدرسہ کی طرف سے بیرونی مہمانوں کے ناشتے، کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

سیمینار کے دوسرے دن مولانا سید سلمان حسینی صاحب ندوی کا جامع مسجد میں بڑا موثر خطاب ہوا۔ انھوں نے ہی جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی ململ کے نوجوان خاص طور سے ان کی تقریر سے بہت متأثر ہوئے۔ بعد نماز عصر مولانا سلمان حسینی صاحب کے ہاتھوں ایک مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر بعد نماز مغرب جلسہ کا آغاز ہوا جو حسب معمول فجر کی اذان تک جاری رہا۔ خواتین کے لئے الگ سے انتظام کیا گیا تھا۔

آج کے جلسہ کا آغاز کرتے ہوئے ململ کی مشہور شخصیت مولانا حامد حسن نے ململ کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دور اکبری کے ایک سپہ سالار ململ خاں کے نام پر یہ بستی بسائی گئی ہے۔ یہاں ہر دور میں علماء اور حفاظ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ مدرسہ چشمۂ فیض ایک سو تیرہ سال قبل ۱۳۰۶ھ میں مچھلی شہر کے بزرگ عالم مولانا عبدالباقی صاحب نے قائم کیا تھا تب سے یہ مدرسہ حفظ کے لئے مشہور ہوگیا۔ یہاں کے حفاظ بنگال کے بیشتر شہروں میں تراویح سنانے جایا کرتے تھے، ہل چلانے والے کسان بھی حافظ ہوا کرتے تھے ۱۴۱۲ھ تک یہ مدرسہ حفظ اور پرائمری تعلیم تک کے لئے مخصوص تھا۔ پھر مولانا وصی احمد صاحب نے تدریجی طور سے ندوۃ العلماء کی کتابیں نصاب میں داخل کیں جب طلباء نے تعلیمی تفوق اور امتیاز ظاہر کیا تو ۱۴۱۳ھ میں اس کا باقاعدہ الحاق ندوۃ العلماء سے ہوگیا۔ اس کے بعد سے ہر سال ۵-۶ طلباء کا

پنج سالانہ امتحان دینے دارالعلوم آنے لگا۔

مدرسہ چشمۂ فیض ہی کا فیض ہے کہ مولانا وصی احمد صاحب کی کوششوں اور دلچسپی سے بچیوں کا مدرسہ قائم ہوا۔ جب مولانا عبدالباقی صاحب جیسے بزرگ استاذ نے ان بچیوں کو صحاح ستہ پڑھانے کی ذمہ داری تین سال قبل لی تو صحاح ستہ کے درس کا افتتاح مولانا محمد خالد صاحب ندوی نے کیا۔ الحمد للہ اس کے بعد سے پورے شمالی بہار کے مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہونے لگا کہ بچیوں کے لئے دارالاقامہ تعمیر کیا جائے تاکہ مختلف علاقوں کی بچیاں بھی اس سے فیض حاصل کرسکیں، درس بخاری ہی کے موقع پر مولانا مجاہد الاسلام صاحب نے جامعۃ فاطمۃ الزہراء کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھی تھی۔ اس سلسلہ میں خود مولانا وصی احمد صاحب نے سبقت کی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک زمین وقف کی پھر محترمہ فاطمہ زاہد حسین نے اپنے فرزندوں کے مشورے اور تعاون سے ایک زمین وقف کردی۔ کمرہ بنانے کی بھی ذمہ داری لی آخری جلسہ میں اور جلسہ سے قبل بھی ململ کی خواتین نے دل کھول کر مدرسہ کے لئے چندہ دیا۔ اس جلسہ کے افتتاح اور درس بخاری کے لئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی کو دعوت دی گئی تھی۔ انھوں نے قبول بھی کرلیا تھا۔ مگر عین وقت پر طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے افسوس ہے کہ وہ شریک نہ ہوسکے۔ لیکن مولانا کی دعاؤں سے جلسہ بڑا کامیاب رہا اور دو دن تک جشن کی سی کیفیت رہی۔

جلسہ کے آخری دن متعدد تجاویز منظور کی گئیں مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری کی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

غیرتِ ایماں بھرے جذبات پیدا کیجیے

مولانا محمد خالد ندوی فیصل غازی پوری

اپنے دل میں دین کے احساسات پیدا کیجیے — غیرتِ ایماں بھرے جذبات پیدا کیجیے
جو ہنگولا کے نشیمن کو جلادے وہ شرر — اپنے ایماں میں وہی اثرات پیدا کیجیے
ظلمت و کفر و ضلالت کے لئے قاتل بنے — ایسا دل ایسی نظر حضرات پیدا کیجیے
رنج و حسرت میں بہا اکثر کبھی خوشیوں میں بھی — جو گہر بن جائیں وہ عبرات پیدا کیجیے
جو ہوں دلکش اور سرور آگیں مسرت خیز بھی — خار زارِ غم میں وہ باغات پیدا کیجیے
روس، امریکہ و چیں سے کیوں بھلا خائف ہے تو — مثل طارق و ارسلاں جذبات پیدا کیجیے
کابل و قندھار میں ناپاک عزموں کے چراغ — ہو نہ ہرگز ضو فشاں وہ بات پیدا کیجیے
فاتح ثانی و داخل عزم و ہمت کے چراغ — پھر سے یورپ پہ وہی اثرات پیدا کیجیے
احمد سید و سنوسی کا یہ پیغام ہے — کفر کو جو توڑ دے وہ ہاتھ پیدا کیجیے
کیوں سموم یاس ہے گلزار ملت پر محیط — ابرِ نیساں کی طرح گل دبات پیدا کیجیے
ہو نوا تیری مسلسل مثل مرغانِ سحر — بربطِ احساس میں نغمات پیدا کیجیے

فیصلؔ حساس کی ہے یہ صدائے دلنواز
اک نیا عالم نئے دن رات پیدا کیجیے

لے آنسو

دورِ حاضر کی ایک مستند اور اہم تفسیر

تفسیر ماجدی

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا وہ علمی کارنامہ جس کو مشاہیر علماء نے متفقہ طور پر خراج عقیدت پیش کیا ہے، ہزارہا طلبہ اور اساتذہ اس کے مطالعہ کے لئے بے چین رہتے ہیں، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام کی طرف سے یہ علمی شاہکار منظر عام پر آرہا ہے۔ اب تک تین جلدیں شائع ہوچکی ہیں، انشاء اللہ چوتھی جلد پر تفسیر مکمل ہوجائے گی۔

جلد اول ہدیہ ________ ۳۰۰/ روپے
جلد دوم ہدیہ ________ ۲۰۰/ روپے
جلد سوم ہدیہ ________ ۱۸۰/ روپے

ناشر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوہ، لکھنؤ

سالانہ امتحان دینے دارالعلوم آنے لگا۔

مدرسہ چشمۂ فیض ہی کا فیض ہے کہ مولانا وصی احمد صاحب کی کوششوں اور دلچسپی سے بچیوں کا مدرسہ قائم ہوا۔ جب مولانا عبدالباقی صاحب جیسے بزرگ استاذ نے ان بچیوں کو صحاح ستہ پڑھانے کی ذمہ داری تین سال قبل لی تو صحاح ستہ کے درس کا افتتاح مولانا محمد خالد صاحب ندوی نے کیا۔ الحمدللہ اس کے بعد سے پورے شمالی بہار کے مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہونے لگا کہ بچیوں کے لئے دارالاقامہ تعمیر کیا جائے تاکہ مختلف علاقوں کی بچیاں بھی اس سے فیض حاصل کرسکیں، درس بخاری ہی کے موقع پر مولانا مجاہد الاسلام صاحب نے جامعہ فاطمۃ الزہراء کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھی تھی۔ اس سلسلہ میں خود مولانا وصی احمد صاحب نے سبقت کی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک زمین وقف کی پھر محترمہ فاطمہ زاہد حسین نے اپنے فرزندوں کے مشورے اور تعاون سے ایک زمین وقف کردی۔ کمرہ بنانے کی بھی ذمہ داری لی آخری جلسہ میں اور جلسہ سے قبل بھی ململ کی خواتین نے دل کھول کر مدرسہ کے لئے چندہ دیا۔ اس جلسہ کے افتتاح اور درس بخاری کے لئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی کو دعوت دی گئی تھی۔ انھوں نے قبول بھی کرلیا تھا۔ مگر عین وقت پر طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے افسوس ہے کہ وہ شریک نہ ہوسکے۔ لیکن مولانا کی دعاؤں سے جلسہ بڑا کامیاب رہا اور دو دن تک جشن کی سی کیفیت رہی۔

جلسہ کے آخری دن متعدد تجاویز منظور کی گئیں مولانا قاسم صاحب مظفر پوری کی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

غیرتِ ایماں بھرے جذبات پیدا کیجئے

● مولانا محمد خالد ندوی فیصلؔ غازی پوری

اپنے دل میں دین کے احساسات پیدا کیجئے
غیرتِ ایماں بھرے جذبات پیدا کیجئے

جو ہنگول کے نشیمن کو جلادے وہ شرر
اپنے ایماں میں وہی اثرات پیدا کیجئے

ظلمت وکفر وضلالت کے لئے قاتل بنے
ایسا دل ایسی نظر حضرات پیدا کیجئے

رنج وحسرت میں بہا اکثر کبھی خوشیوں میں بھی
جو گہر بن جائیں وہ عبرات[۱] پیدا کیجئے

جو ہوں دلکش اور سرور آگیں مسرت خیز بھی
خارزارِ غم میں وہ باغات پیدا کیجئے

روس امریکہ وچین سے کیوں بھلا خائف ہے تو
مثل طارق وارسلاں جذبات پیدا کیجئے

کابل وقندھار میں ناپاک عزموں کے چراغ
ہو نہ ہرگز ضوفشاں وہ بات پیدا کیجئے

فاتحِ ثانی وداخل عزم وہمت کے چراغ
پھر سے یورپ پہ وہی اثرات پیدا کیجئے

احمد سید وسنوسی کا یہ پیغام ہے
کفر کو جو توڑ دے وہ ہاتھ پیدا کیجئے

کیوں سموم یاس ہے گلزار ملت پر محیط
ابر نیساں کی طرح گل وپات پیدا کیجئے

ہو نوا تیری مسلسل مثل مرغانِ سحر
بربطِ احساس میں نغمات پیدا کیجئے

فیصلؔ حساس کی ہے یہ صدائے دلنواز
اک نیا عالم نئے دن رات پیدا کیجئے

[۱] آنسو

دور حاضر کی ایک مستند اور اہم تفسیر

تفسیر ماجدی

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا وہ علمی کارنامہ جس کو مشاہیر علماء نے متفقہ طور پر خراج عقیدت پیش کیا ہے، ہزارہا طلبہ اور اساتذہ اس کے مطالعہ کے لئے بے چین رہتے ہیں، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی طرف سے یہ علمی شاہکار منظر عام پر آرہا ہے۔ اب تک تین جلدیں شائع ہوچکی ہیں، انشاء اللہ چوتھی جلد پر تفسیر مکمل ہوجائے گی۔

جلد اول ہدیہ ________ ۳۰۰/روپے
جلد دوم ہدیہ ________ ۲۰۰/روپے
جلد سوم ہدیہ ________ ۱۸۰/روپے

ناشر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوہ، لکھنؤ

(بقیہ) دینی شعور کی بیداری

صرف دستور ونظام پر تنقید اور غیر اسلامی حکومتوں کی زبانی مخالفت کو کافی سمجھا دین کے قدیم سماوی اسلوب سے روگردانی اور جدید سیاسی اسلوب کی پیروی ہے۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی جذباتی اور قلبی تعلق کی پختگی اور آپ کی ذات گرامی سے گہری محبت جو اپنی ذات، اہل وعیال اور آل واولاد سے زیادہ ہو جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حیثیت سے ایمان کہ آپ خاتم الرسل، مولائے کل اور ہادی سُبل ہیں، اور آپ سے تعلق خاطر دین کی بنیاد ہے، لہٰذا اُن عوامل سے بچنا ضروری ہے جو اس محبت کے سرچشمہ کو خشک کرنے کا سبب بنیں یا کم ازکم اُن کو کمزور کریں، جذبات واحساسات میں سرد مہری پیدا کریں اور اس کے نتیجہ میں سنّت پر عمل میں کوتاہی پیدا ہو، بے باکی اور دریدہ دہنی پیدا ہو، مزاج وانداز ایسے رُخ پر پڑ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایۂ فخر باور کرنے اور آپ کی سیرت پڑھنے اور سمجھنے کا شوق کم ہو، اور آپ کی محبت کو ابھارنے اور اس کو غذا دینے کے ذرائع سے روگردانی مذاق عام بن جائے، ہمارے موضوع کے اس پہلو پر ہر ایک کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اور خاص طور پر عرب بھائیوں کو اس کی زیادہ فکر کرنا چاہئے، کیونکہ عرب قومیت کی تحریکوں اور ماضی قریب کے حوادث نے ان کو اس سرچشمہ سے دور کرنے کی کوشش کی ہے جو اُن کا سرمایۂ حیات ہے اور جس کے وہ زیادہ حقدار اور زیادہ ضرورتمند ہیں کیونکہ بعثت محمدیہ سے یہی سرزمین مشرف ہوئی اور قرآن کریم ان کی زبان میں نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی زبان میں گفتگو فرمائی۔

● تعلیم یافتہ طبقہ میں اور اس طبقہ میں اسلام پر اعتماد کی بحالی جن کے ہاتھوں میں تعلیم وتربیت اور وسائل ابلاغ کی باگ ڈور ہے اسلام پر اعتماد کی بحالی کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اس بات کا یقین ہو کہ اسلام کے اندر صرف زمانہ کو ساتھ لے کر چلنے اور تعمیر وترقی کے میدان میں ہر ایک سے آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے بلکہ وہ پوری انسانی آبادی کی قیادت بھی کرسکتا ہے اور وہی زندگی کی کشتی کو ماہرانہ صلاحیت سے کھے کر سلامتی وخوشحالی کے کنارے تک پہونچا سکتا ہے اور انسانی آبادی کو ہلاکت اور خودکشی کی راہ سے نکال سکتا ہے، جس میں مغرب کی بوڑھی اور اندھی قیادت نے اس کو ڈال دیا ہے، اور وہ سمجھ سکیں کہ وہ ایسی بیٹری نہیں ہے جو ڈسچارج ہوچکی ہے، یا وہ دیا نہیں ہے جس کا تیل خشک ہوچکا ہو اور جس کی بتی جل چکی ہو، بلکہ وہ ایک عالمی وسرمدی پیغام ہے اور سفینۂ نوح کی طرح تنہا سفینۂ نجات ہے جس پر سوار ہونے والے ہی غرق ہونے سے نجات پاسکتے ہیں۔

(از۔ فیصلہ کن محاذ اور مرکزی میدان عمل)

سانحۂ وفات

شنبہ (بتاریخ ۱۱ر مئی ۲۰۰۲ء مطابق ۲۷ر صفر ۱۴۲۳ھ) کو ۵ر بجے شام مولانا سید محمد مرتضیٰ النقوی علیہ الرحمہ (سابق ناظر کتب خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی اہلیہ دارفانی سے دارباقی کے لئے رخصت ہوگئیں، یوں تو وہ دائم المرض تھیں، کئی اہم تکالیف تھیں، سانحۂ ارتحال اچانک ہی پیش آیا، اگلے دن بعد فجر متصلاً دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی — دارالعلوم کے جملہ اساتذہ وطلباء نے نماز میں شرکت کی۔ اور بہت سے حضرات نے تدفین میں شرکت کی، تدفین ڈالی گنج کے قبرستان میں ہوئی۔

مرحومہ کا خاندانی تعلق فتح پور ہنسوہ کی معروف بستی کرّہ سادات میں آباد حسنی قطبی مدنی سادات کے خانوادہ سے تھا۔ یہ خانوادہ مدنی نسبت استعمال کرتا ہے اور اس کا تعلق کڑہ مانکپور کے سادات قطبیہ سے ہے جن سے تکیہ رائے بریلی وغیرہ کے سادات کا بھی تعلق ہے۔

پروفیسر طفیل احمد مدنی صاحب، مشہور شاعر اور سابق پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی) مرحومہ کے حقیقی بھائی ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے۔

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

(بقیہ) دینی شعور کی بیداری

صرف دستور و نظام پر تنقید اور غیر اسلامی حکومتوں کی زبانی مخالفت کو کافی سمجھنا دین کے قدیم سماوی اسلوب سے روگردانی اور جدید سیاسی اسلوب کی پیروی ہے۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی جذباتی اور قلبی تعلق کی پختگی اور آپ کی ذات گرامی سے گہری محبت جو اپنی ذات، اہل وعیال اور آل و اولاد سے زیادہ ہو جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حیثیت سے ایمان کہ آپ خاتم الرسل، مولائے کل اور ہادی سُبل ہیں، اور آپ سے تعلق خاطر دین کی بنیاد ہے، لہٰذا اُن عوامل سے بچنا ضروری ہے جو اس محبت کے سرچشمہ کو خشک کرنے کا سبب بنیں یا کم از کم ان کو کمزور کریں، جذبات و احساسات میں سرد مہری پیدا کریں اور اس کے نتیجہ میں سنت پر عمل میں کوتاہی پیدا ہو، بے باکی اور دریدہ دہنی پیدا ہو، مزاج دانستہ ایسے رُخ پر پڑ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایۂ فخر باور کرنے اور آپ کی سیرت پڑھنے اور سمجھنے کا شوق کم ہو، اور آپ کی محبت کو ابھارنے اور اس کو غذا دینے کے ذرائع سے روگردانی مذاق عام بن جائے، ہمارے موضوع کے اس پہلو پر ہر ایک کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اور خاص طور پر عرب بھائیوں کو اس کی زیادہ فکر کرنا چاہیئے، کیونکہ عرب قومیت کی تحریکوں اور ماضی قریب کے حوادث نے ان کو اس سرچشمہ سے دور کرنے کی کوشش کی ہے جو اُن کا سرمایۂ حیات ہے اور جس کے وہ زیادہ حقدار اور زیادہ ضرورتمند ہیں کیونکہ بعثت محمدیہ سے یہی سرزمین مشرف ہوئی اور قرآن کریم ان کی زبان میں نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی زبان میں گفتگو فرمائی۔

● تعلیم یافتہ طبقہ میں اور اس طبقہ میں اسلام پر اعتماد کی بحالی جن کے ہاتھوں میں تعلیم و تربیت اور وسائل ابلاغ کی باگ ڈور ہے اسلام پر اعتماد کی بحالی کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اس بات کا یقین ہو کہ اسلام کے اندر صرف زمانہ کو ساتھ لے کر چلنے اور تعمیر و ترقی کے میدان میں ہر ایک سے آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے بلکہ وہ پوری انسانی آبادی کی قیادت بھی کرسکتا ہے اور وہی زندگی کی کشتی کو ماہرانہ صلاحیت سے کھے کر سلامتی وخوشحالی کے کنارے تک پہونچا سکتا ہے اور انسانی آبادی کو ہلاکت اور خودکشی کی راہ سے نکال سکتا ہے، جس میں مغرب کی بوڑھی اور اندھی قیادت نے اس کو ڈال دیا ہے، اور وہ سمجھ سکیں کہ وہ ایسی بیٹری نہیں ہے جو ڈسچارج ہو چکی ہے، یا وہ دیا نہیں ہے جس کا تیل خشک ہو چکا ہو اور جس کی بتی جل چکی ہو، بلکہ وہ ایک عالمی و سرمدی پیغام ہے اور سفینۂ نوح کی طرح تنہا سفینۂ نجات ہے جس پر سوار ہونے والے ہی غرق ہونے سے نجات پا سکتے ہیں۔

(از۔ فیصلہ کن محاذ اور مرکزی میدان عمل)

سانحۂ وفات

شنبہ (بتاریخ ۱۱ رمئی ۲۰۰۲ء مطابق ۲۷ رصفر ۱۴۲۳ھ) کو ۵ بجے شام مولانا سید محمد مرتضیٰ نقوی علیہ الرحمہ (سابق ناظر کتب خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء) کی اہلیہ دار فانی سے دار باقی کے لئے رخصت ہوگئیں، یوں تو وہ دائم المرض تھیں، کئی اہم تکالیف تھیں، سانحۂ ارتحال اچانک ہی پیش آیا، اگلے دن بعد فجر متصلاً دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی — دارالعلوم کے جملہ اساتذہ وطلباء نے نماز میں شرکت کی۔ اور بہت سے حضرات نے تدفین میں شرکت کی، تدفین ڈالی گنج کے قبرستان میں ہوئی۔

مرحومہ کا خاندانی تعلق فتح پور ہنسوہ کی معروف بستی کرّہ سادات میں آباد حسنی قطبی مدنی سادات کے خانوادہ سے تھا۔ یہ خانوادہ مدنی نسبت استعمال کرتا ہے اور اس کا تعلق کرّہ مانکپور کے سادات قطبیہ سے ہے جن سے تکیہ رائے بریلی وغیرہ کے سادات کا بھی تعلق ہے۔

پروفیسر طفیل احمد مدنی صاحب، مشہور شاعر اور سابق پروفیسر الٰہ آباد یونیورسٹی) مرحومہ کے حقیقی بھائی ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے۔

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

تاریخ اسلام کا ایک زرّیں ورق

از: محمد سعید مجددی خانقاہ شریف مجددیہ بھوپال، رکن مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

بہر عبرت واقعہ اک حضرت فاروقؓ کا ٭ پیش کرتا ہوں لباس شعر میں لے باصفا
وہ مُرادِ سرورِ عالم کے ثانی جانشیں ٭ جن کا ہر نقشِ قدم ہے مشعلِ راہِ یقیں
ہادیٔ برحق نے جن کو مژدۂ جنت دیا ٭ ذات کو جن کی فروغِ دیں کا باعث کہا
وہ خلیفہ ثلث دنیا جس کے تھی زیرِ نگیں ٭ جس کی ہیبت سے لرز جاتے تھے شاہانِ زمیں
پاسبانی خود رعایا کی کیا کرتے تھے وہ ٭ شب کی تاریکی میں بستی میں پھرا کرتے تھے وہ
دیکھتے تھے جب کسی خیمہ میں کوئی ناتواں ٭ اس کی خدمت میں وہ لگ جاتے تھے مثل مہرباں
کرد یا لائے جلانے کی، کہیں پانی بھرا ٭ بن گئے بیمار کے حق میں کہیں میٹھی دوا
اک انجے بھیس کو پاتے نہ تھے خدّام بھی ٭ اک امیر المومنیں نکلے ہیں آدھی رات میں
شوکت و اجلال میں تھے ہمسر چرخ بریں ٭ خدمت مخلوق میں تھے مثل چاکر کمتریں
کوئی ہے دنیا میں ایسی حکمرانی کی مثال ٭ جاہ کا کچھ پاس ہو جس میں نہ راحت کا خیال

ایک دن اپنے اسی معمول پر حضرت عمرؓ ٭ گھر سے نکلے خدمتِ خلقت میں شب کرنے بسر
شام سے آیا تھا اک سوداگروں کا قافلہ ٭ شام ہونے سے وہ بیرونِ مدینہ رُک گیا
ساتھ حضرت نے جناب عبدالرحمٰنؓ کو لیا ٭ اور کہا آؤ کریں کچھ خدمتِ خلقِ خدا
شہر کے باہر گئے جس جگہ تھا کارواں ٭ اس کی نگرانی کو پہنچے دونوں بن کر پاسباں
ہر طرف خاموشیاں تھیں کارواں تھا محوِ خواب ٭ رات آدھی ہو چکی تھی چھپ گیا تھا ماہتاب
الغرض دونوں وہاں مشغول نگرانی ہوئے ٭ اور وہیں مصروف ذوقِ سجدہ سامانی ہوئے
شب کے سناٹے میں ہر آواز گم تھی ہاں مگر ٭ آرہی تھی ایک بچہ کی نوائے پُر اثر
قافلہ میں ایک عورت کا تھا بچہ شیر خوار ٭ اپنے رونے سے وہ دل حضرت کا کرتا تھا نزار
آنکھی ماں سے آپ نے جاکر کہا اے باحیا
مت رُلا معصوم کو اس طرح تو بہرِ خدا

چند ساعت ہو گیا خاموش طفلِ شیر خوار ٭ آخر شب پھر لگا رونے وہ مسکین زار زار
ہو گئے حضرت عمرؓ بے چین سن کر یہ بکا ٭ پوچھا اس کی ماں سے کیا ہے بات مجھ کو بھی بتا
بولی اے بندہ خدا کے تو تو پیچھے پڑ گیا ٭ بات یہ ہے چاہتی ہوں میں چھڑانا دودھ کا
عمر اس کی ہے ابھی کم اس لئے روتا ہے یہ ٭ بھوک سے بیتاب ہو کر چیخنے لگتا ہے یہ
پوچھا حضرت نے کہ کتنی عمر ہے اس کی بہن ٭ بولی گنتی کے مہینوں کا ابھی ہے اس کا سن
آپ نے فرمایا پھر کیوں اتنی عجلت ہے تجھے ٭ بولی عجلت کا سبب بس تنگیٔ احوال ہے
دودھ ماں کا چھوڑ جب دیتا ہے طفل شیر خوار ٭ تب وظیفہ اس کو دیتے ہیں عمر عالی وقار
آبدیدہ سن کے یہ قول حضرت ہو گئے ٭ جسم پر لرزہ سا آیا غرقِ رقّت ہو گئے

اُس سے فرمایا کہ اے ہمشیر رُک جانا ابھی ٭ کام اس بارے میں عجلت سے نہ تم لینا ابھی
صبح صادق ہوگئی پھر آگیا وقتِ نماز ٭ مسجدِ سرورؐ میں پہنچے صاحبانِ پاکباز
جب پڑھا کر فجر فارغ ہو گئے حضرت عمرؓ ٭ بولے یوں خود سے مخاطب ہو کے وہ باچشمِ تر
حال کیا ہوگا عمر! روزِ قیامت ہائے ہائے ٭ کتنے معصوموں کو پہنچی ہوگی کلفت ہائے ہائے
پھر رقم پہنچائی فوراً مادرِ معصوم کو ٭ مل گیا آرام جس سے طفلکِ مغموم کو
بعد اسکے آپ نے یہ حکم جاری کردیا ٭ ہر علاقہ کیلئے عمّال کو واقف کیا
دودھ بچوں کا چھڑانے میں نہ عجلت ہو کہیں ٭ بے سبب معصوم پر یہ ظلم جو ہرگز نہ ہو
یوم پیدائش سے ہر نادار بچہ پائے گا ٭ اک وظیفہ جو کفیلِ پرورش ہو جائے گا
اس طرح احساسِ درد و رنج و کلفت چاہیئے ٭ حکمراں ایسا انیسِ قوم و ملت چاہیئے
یہ ہے درسِ حکمرانی مونسِ نوعِ بشر ٭ چارہ سازِ بے نوا مرہمِ داغِ جگر
دور شب اسلاف کا کردار ہو پیشِ نظر
اے سعید اس طور سے ہو زندگی اپنی بسر